

نمبر ۲۶۵

ماہنامہ

غزل اللہ

۱۳۳۲

بھیرہ پنجاب

مدیر مسئول

ظہور احمد بگوی

ساز ادارہ

نذیر الحق میرٹھی

ت الشارشد

سیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت الطریق فی الخلق اقدس السکین بذوالعین امام الثعالین مولانا محمد اکرم ربوئی

من جانب

اراکین حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

اغراض و مقاصد

- (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام
- (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ

قواعد و ضوابط

- (۱) رسالہ کی عام قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی بی بیخ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص منسوب ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکر یہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- (۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلباء کے لئے رعایتی قیمت سالانہ ایک روپیہ مقرر ہے۔
- (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے چنیدہ کیفیت کم از کم ہم راہیاریا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

- (۴) نمونہ پارچہ تین آنہ کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا ہے۔
- (۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے من صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ جہینہ کے اخیر میں اطلاع دے دیا کریں۔ ورنہ دفعہ توفیقہ وار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و توسیل ذربنامہ

بیچر رسالہ شمس لاسلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس الاسلام

جلد ۶ باب ۱۰ نمبر ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ المعظم و رمضان المبارک نمبر ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	مؤلف
۱	خطبہ ماہ رمضان المبارک	مولانا نذیر الحق صاحب رکن ادارہ شمس الاسلام
۲	فضائل رمضان	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب ارشد
۳	معارف قرآن	مولانا سید نذیر الحق صاحب
۴	آفتاب رسالت کی لعائیاں	" " " " " "
۵	عالم روحانیت کی سیر	" " " " " "
۶	تاریخ و عبر	" " " " " "
۷	شذرات	" " " " " "
۸	عقل اور ذہن	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب ارشد
۹	فہرست الذی کفر	حضرت مولانا صاحبزادہ محمد قمر الدین صاحب سجاد نشین سیال شریف
۱۰	استفسارات	مدیر اعلیٰ
۱۱	استفسارات کے جوابات	مولانا احمد دین صاحب کانگڑی میانوالی
۱۲	سوی دیانند اور ستیا رتھ پرکاش	ایک حق پسند کے قلم سے
۱۳	صد اوقت میرزا	مولوی محمد فاروق صاحب بارکھان
۱۴	ائمہ شیعہ کا علم	مولوی خان زادہ غلام احمد خان صاحب ٹکاش
۱۵	کشف القلوب جلد سوم	حضرت مولانا سید اہلیت حسین شاہ صاحب گیار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ خطبہ ماہِ رمضان المبارک

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْصَرَنَا بِنُورِ الْهُدَى وَالْتَوْفِيقِ ۝ وَكَيَّرَنَا سُلُوكَ مَنَاجِ
الْجَمَانِ وَالْتَصَدَّقَ ۝ وَالصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ۝ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ
الطَّرِيقِ ۝ وَعَلَى آلِهِ وَآخِرِهِ الْفَائِزِينَ بِمَقِصَّاتِ التَّحْقِيقِ ۝

اُمّ المؤمنین برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو اُس خداے قدوس حضرت حق جل علی شانہ کی جسے
اپنے بندوں کی ہدایت و سعادت کیلئے اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم نازل فرمایا اور درود و سلام بھیجا انہی
برحق رسول اکرم ہادی عظم، فخر بنی آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جسے طفیل و تصدیق میں ہم ہدایت یاب
ہوئے اور ہمیں خیر الامم کا معزز و مفتخر لقب ملا۔

فرزندانِ توحید! ماہِ رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے جسکی فضیلت بزرگی میں خود حضرت حق
جل مجدہ فرماتے ہیں۔ اَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِلنَّاسِ یعنی رمضان شریف میں لوگوں کی ہدایت
کیلئے قرآن پاک نازل کیا گیا ہے۔ اس سے بڑی فضیلت و جلالت اس ماہ مقدس کی اور کیا ہوگی کہ اس میں
وہ کتاب مقدس نازل کی گئی جس نے عالم کی نمایاں دہی اور جسکی عالم فرور تعلیمات نے دنیا کو بقعہ نور
بنادیا۔ قرآن مقدس اپنے انوار و تجلیات کھیرنا ہوا دنیا میں اسوقت آیا جبکہ دنیا بھر میں یہالت و وحشت،
سہیت و شقاوت، شرک و بدعت اور ظلم و عدوان کی حکمرانی تھی۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا مذہبی
صدائق گم ہو چکے تھے اور ہر طرف بت پرستی کا دور دورہ تھا۔

قرآن پاک نے اُن واحد میں تمام ظلمتوں، تاریکیوں اور گمراہیوں کو مٹا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا جہن
کے بگڑے ہوئے ظالموں، وحشیوں اور بت پرستوں کو رحم دل، پرہیزگار اور خدا پرست بنادیا اور سرزمین
عرب کے اخلاق و روحانیت، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے دریاؤں نے نکلکر تمام عالم کو سیراب کر دیا۔
یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر قرآن حکیم ایک عالمگیر گمراہی و تاریکی کے زمانہ میں اگر بھیجی ہوئی انسانیت
کی توفیق نہ کرتا تو انسانی اخلاق نباہ ہو جاتے۔ روحانیت فنا ہو جاتی، انسان حیوانوں سے بدتر ہونے اور
یورپ کا موجودہ نام نہاد مہذب انسان کسی غار میں اوندھے منہ پڑا ہوا نادیدہ قرآن کریم ہی کا فیض و اثر ہے کہ
دنیا والوں کی زبانوں پر تہذیب و ترقی، اور حریت و مساوات کا نام ہے، اقوام عالم عروج و ارتقاء کی
منزلیں طے کر رہی ہیں اور دنیا علم و عقل کے کارناموں سے بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔

برادران ملت! ہم مسلمانوں کی کیسی قیمتی، محرومی اور نادانی ہے کہ ہم اپنے پاس ایک بہترین خداوندی دستور العمل رکھتے ہیں جس نے گڈریوں کو تخت و تاج بخشا مگر پھر ہم دنیا میں ذلیل و خوار اور غلام و محکوم ہیں اور ایمان و عمل صالح کی صحیح روح سے محروم ہیں۔ ہماری اکثریت نہیں جانتی کہ قرآن کریم نے دنیا میں کیا کیا انقلاب پیدا کئے اور کیونکر بھیجی ہوئی انسانیت کو داریں کی فائز امرانی و شاد کائی کا راستہ بتلایا ہم اسکو کلام الہی تو منور و سمجھتے ہیں، اسکی رسمی اور سطحی نظم و نکریم بھی بہت کچھ کرتے ہیں مگر اسکے صحیح علم و عمل سے بھی یقیناً محروم ہیں۔ مشرکان تو دنیا میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا مگر اس پر عمل کرنے والے اور اسکی اشاعت و خدمت کرنے والے کہاں مسلمانوں نے اپنے اس مرکز حیات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور اس سے بعد و مگر اختیار کر لیا ہے۔

یاد رکھو کہ یہ کتاب عالم انسانی کی رہنمائی کیلئے ایک بہترین راہبر ہے اس میں تہذیب، انسانیت کی ہے تمدن ہے، معاشرہ، اخلاق کی اصلاح کیلئے روشن ہدایت ہے اور روحانیت کی انتہائی بلندیوں تک پہنچانے کی طاقت و ضمانت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی مسلح وریفار مرادبادی نہ ہوتا تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کیلئے کافی تھی۔ قرآن نے اپنی بے نظیر تعلیمات اور زرین ہدایات سے امن و سکون اور محبت و شرافت کے جذبات پیدا کئے ہیں، بندوں کو خدا سے ملاپات، اخلاقی ذات، صفات کا صحیح، کامل، عقلی اور فطری نقشہ کھینچا ہے، عباد و معبود کے رشتہ کو مضبوط و استوار کیا ہے ابے حیاتی اور بد اخلاقی کی ظلمتیں کا فور کی میں ظلم و ستم کا بازار سرد کیا ہے۔ لاکھوں گمراہوں کو راہ راست پر لگایا ہے۔ بے شمار وحشیوں کو مہذب و انسان بنایا ہے۔ اس نے جاہلوں کو عالم خالوں کو رحم دل اور نفس پرستوں کو پرہیزگار بنایا ہے۔ اسی کتاب نے عالم کی کاپیاتی اور بھی وہ کتاب ہے جو آج بھی ستر کروڑ خدا پرستوں دلوں پر حکومت کرتی ہے اور وہ اسکی تعظیم کیسے وقف ہیں۔

برادران اسلام! اگر قرآن حکیم کی تعلیمات پڑھ لی جائیں اور اپنے تمام اعمال و افکار کو قرآنی ہدایات کے مطابق رکھا جائے تو بیک وقت روحانی اور مادی دونوں قسم کی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم اپنے متبعین سے دونوں جہان کی حکومت و سرفرزائی کا وعدہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم اپنے اندر ایمان و عمل صالح کی صحیح روح پیدا کرو اور آج ہی تخت و تاج لے لو۔ آج مسلمان کیوں ذلیل و پسماندہ ہیں کیوں اغیار و اجانب کے غلام اور دست نگر ہیں؟ صرف اسلئے کہ انہوں نے قرآنی تعلیمات پڑھیں گے یا جو ڈر دیا ہے پس اگر ہم دین و دنیا میں عرصہ و کامرانی حاصل کرنا اور خیر لام نہنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم خود کو گمراہی سے بچھڑ کر قرآن کریم کو پڑھیں، یاد کریں، سمجھیں، غور و فکر کریں اور اس پر عمل بھی کریں۔ ہر مسلمان پر فرض تھا ہے

کہ وہ از خود قرآن پاک کا علم حاصل کرے۔ اور پھر اس پر عمل کرے۔ علم کیلئے عمل لازمی ہے اور عمل کیلئے مسلم ضروری ہے۔ ہم سچے حقیقی کامل اور عملی مسلمان صرف قرآنی علم و عمل ہی سے بن سکتے ہیں۔ الغرض وضائع پاک کی ایک سب سے بڑی فضیلت و بزرگی یہ ہے کہ ہمیں قرآن پاک نازل ہوا۔ یہ ماہ مقدس گویا نزول قرآن کی سالگرہ ہے۔ جو ہمارے عملی جذبات کو براگھونٹ کر تلے اور ہمیں قرآنی علم و عمل کی دعوت دیتا ہے اسلام کے فدا یوں یہ جہیز شادانی روح اور کھنکی ایمان کا نویم بہار ہے، حصول تقویٰ کا زریں موقع ہے اور رحمت و مغفرت خداوندی کے موقی رول لینے کا بہترین وقت ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اس مہینہ میں ایمان اور حصول تقویٰ کی نیت سے روزے رکھے اور اسکے باطنی و ظاہری آداب کو بھی ملحوظ رکھا اسکے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور جس نے اس ماہ مبارک کی راتوں میں قیام کیا، اسکو آتش دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بقیہ تمام مہینوں پر بزرگی دی ہے۔ اس مہینہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، نیکیوں کا سترگنہک ثواب ملتا ہے حضور فرماتے ہیں رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین مقید ہو جاتے ہیں اور ہر رات ایک پکارنے والا پکارا تلے کہ اے باغی اور معصیت شعار انسان اپنی شرارت و معصیت کم کر۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اس ماہ میں رزق کی زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص کسی محوزہ دار کا روزہ افطار کرے اسکو گناہوں سے مغفرت ملتی ہے۔

اس ماہ کے اندر رب العزت نے تین حصے مقرر کئے ہیں۔ اول عشرہ کا نام عشرہ محرم ہے۔ ہمیں روزہ داروں پر رحمت عام نازل ہوتی ہے۔ دوسرے عشرہ کا نام عشرہ مغفرت ہے۔ ہمیں ہر لحظہ اور ہر آن لاکھوں مسلمانوں کی مغفرت و رستگاری ہوتی ہے۔ اور تیسرے عشرہ کا نام عشرہ آزادی ہے۔ اس میں روزہ داروں کو آتش دوزخ سے آزادی ملتی ہے۔ پس بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ مسلمان جو پورے ماہ کے روزے رکھے اور اسکے عوض جنت خمیرے اور بڑا ہی بقیہمت خدا کا باغی اور شک پرست ہے وہ مسلمان جو روزے نہ رکھے۔

برادران اسلام! اول تو سہت کم مسلمان روزے رکھتے ہیں اور جو رکھتے بھی ہیں وہ روزہ کے ظاہری و باطنی ارکان و آداب سے ناواقف ہیں۔ انکے نزدیک روزہ محض یہ ہے کہ کھلے پیٹے اور جماع کرنے سے اپنے آپ کو روک لیا جائے۔ حالانکہ عوام کہتے ہیں اپنے نفس کو تمام باغیوں اور ناجائز خواہشات سے روک لینا۔ لہذا روزہ دار وہی ہے جو انکے کان ناک، اور دل و دماغ و طبیعت تمام اعضا جسمانی کو باغیوں

اور خدا کی نافرمانیوں سے روک لے اور اپنے آپ کو خدا کی یاد و اطاعت کیلئے وقف کر دے۔ روزہ کی حالت میں نہ گالی نہ جھپٹے، نہ فضول و لغو کلام کرنا چاہئے۔ اور کسی کی غیبت اور جھگڑی کرنی چاہئے حتی الامکان روزہ دار کو ہر قسم کی بد اخلاقیوں اور برائیوں سے اپنے آپ کو محتجب رکھنا چاہئے۔

حضرات ارمضان "رض" نے شوق ہے۔ اور رمضان کے مٹے جلنے کے ہیں۔ چونکہ رمضان کا مہینہ گن ہوں کو جلاتا ہے اسلئے اسکا نام رمضان رکھا گیا۔ اٹھو خدا کی عبادت پر کمر بستہ ہو جاؤ نیکی کرو۔ یہ جنت میں گھر بنانے کے دن ہیں۔ اس ماہ کو عام ہو کر گزارو۔ اور اپنے عملی مسلمان ہونے کا ثبوت دو۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ الَّذِيْنَ صَامُوْا تَحَادَۃً عَنِ الشَّهْوَاۃِ ۖ وَقَالِیَا لَیْلًا بِالْاِحْتِسَابِ وَالْاَيَّامَ وَوَقِلْ لِّلْمُتَعَلِّمِیْنَ الْبَاعِدِیْنَ خُصِّیْعُوْهُ وَاَلَمْ یَعِیْزُوْا قَدْ رَءَوْا جَلْصُوْا ۚ نَفْسُهُمْ مِّنْ عَذَابِ الْمَقْبُوْلِ ۚ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوّٰ ذٰکِرٌ یُّمَلِّکُ بِرُءُوسِهِمْ وُجُوْہَہُمْ سَمَاحِیْمٌ

خطبہ ثانیہ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰۤا اِنَّا اِلَی الْحَصٰطِ الْمُسْتَقِیْمِہ وَالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ۔ برادران ملت اور دود و سلام بھیجو! اپنے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ جن پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرما کر انسانیت کا بول بالا کیا اور ہماری ہدایت سعادت کا انتظام کیا اور دود و سلام بھیجو! حضور اقدس کے جملہ آل و اصحاب پر خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ پر جنکی مبارک زندگیاں قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہیں۔ اور دود و سلام بھیجو! آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو صفت انقار کی انتہائی بندیوں پر فائز تھیں۔ اور دود و سلام بھیجو! حضور کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اور حضرت کی پیاری بیٹیوں زینب رضی اللہ عنہا، رقیہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، وسیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر جنکی زندگی کا ہر عمل قرآن حکیم کی تعلیم کی روشنی میں ہوتا تھا۔ اور دود و سلام بھیجو! حضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر جو ماہ رمضان کو ایمان و احتساب کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔ اور دود و سلام بھیجو! بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور تمام آل و اصحاب پر جو قرآن حکیم کے مبلغ اور داعی تھے۔

اور درود و سلام بھجو! حضرات ائمہ اہلبیت، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ پر جو خدا کے پاک راز اور محبوب بندے تھے اور جنہوں نے روزوں کے ذریعہ نفس سرکش کو سخر کیا۔

اے اللہ! تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق ارزانی فرما کہ وہ قرآن کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور روزے رکھ کر متقی و پرہیزگار بنیں۔ سَمَّيْنَاكَ لَقَبًا مِّنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اِنَّكَ اللهُ يَا مُرَبِّ الْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِنَّمَا نَذِي الْقُرْبَى وَيُحْيِي عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ه وَكَذَلِكَ اللهُ تَعَالَى اَعْلَى وَاَوَّلَى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهْدَى وَالْبَرُّ۔

تاجداران اسلام

(از جناب اثر زیریں لکھنوی)

مشیت نے جو جاہا باغ مسلم میں بہار آئے
کہیں صدیق کی رنگت کہیں فاروق کی نگہت
لگائے چار چاند آگے جو چرخ خلافت میں،
کہاں ہے عظمت قیصر کہ ہرے شان کدائی
گلیم سرگین اوڑھی فرشتوں نے محبت میں
جگر خستہ اٹھیں کیونکہ فاروقی جلالت سے
قواضع انکار و بردباری شان عثمان ٹہے
مٹائی مرحب و عتر کی ساری سرکشی آخر
یہ چاروں بیکہ دین محمدؐ کے عناصر ہیں،
اہمیں دیکھو دو ائمہ امتحان بدر و خندق میں

تو صحن بوستان میں غنچہ ہائے چار یار آئے
کہیں عثمان و حیدر کے شگفتہ برگ و بار آئے
فروغ ماہ بن کر جہاں میں چار یار آئے
حکومت گئی باطل کی حق کے تاجدار آئے
سیہ کلی میں پیش مصطفیٰ جب یار غار آئے
چمکتی چمکتی جب وہ تیغ شعلہ بار آئے
وہ بستان جہاں میں بن کے شاخ باردار آئے
علیؑ باندھے ہوئے میدان میں جدم ذوالفقار آئے
زباں پر پھرنے کیونکر ان کی مدحت بار بار آئے
بہت ہی کامگار آئے بہت ہی کامگار آئے

لرزاٹھے کیلجے خوف و دہشت سے حریفوں کے
اثر پڑھتے ہوئے جب مدح اصحاب کبار آئے

فضائلِ رمضان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَنَّانِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَ
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَفَضَّلَ الْإِسْلَامَ عَلَى سَائِرِ الْأَدْيَانِ وَفَضَّلَ الدَّهْرَ بِالشَّهْرِ وَالْهَمَّ
وَفَرَضَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ صِيَامَ مَاضِيَانٍ وَوَجِبَ لَهُمْ بَابُ الرِّيَّانِ وَشَرَفَهُ بِتَنْزِيلِ
الْقُرْآنِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِ الْإِنْسَانِ وَالْجَانِّ عِمِّمِ الْفَضْلَ وَالْإِحْسَانَ
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ الَّذِينَ رَضِيَ عَنْهُمْ الْمَحْمُودُ وَشَهِدَ بِهِ الْفَرَقَانُ ه
أَمَّا بَعْدُ - انسان کی پیدائش کا اصلی مقصد عبادت الہی اور اپنے مالک کی شناخت ہے۔
جیسا کہ قرآن مقدس صاف صاف الفاظ میں اعلان فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيَعْبُدُونِ ہ ترجمہ میں نے جن اور انسانوں کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت
کریں۔

آیت شریفہ میں نفی اور استثناء حصر کا مظہر ہے۔ کا لفظ علم المعانی والبیان۔
اور باقی تمام اشیاء عالم کو صرف اسلئے پیدا فرمایا ہے کہ انسان اُن سے فائدہ اٹھائے
جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے - هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَّتَرْجِعُوا فِيهِ
خُدَاوند عالم ایسی ذات ہے کہ جن نے تمام دنیا کی اشیاء صرف انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کیں۔
تو اس صورت میں خدائے قدوس کے انعام کی کس قدر ناشکر گذاری اور کفران نعمت ہو گا۔
کہ انسان تو اُن تمام اشیاء سے فائدہ حاصل کرے جو اُسکے فائدہ رسائی کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ مگر جس
فرض کی ادائیگی کیلئے انسان کی پیدائش ہوئی اُسکو پورا نہ کرے۔

قادر مطلق نے جو فرض انسان کے ذمہ لگائے ہیں اور جن کے پورا کرنے کا وہ ذمہ دار ہے اُن میں سے
صیام رمضان بھی ہے۔ اس فرض الہی کو باقی تمام فرائض پر ایک شان امتیازی بھی حاصل ہے جو باقی
فرائض کو حاصل نہیں۔ یعنی جو وقت کہ انسان جو کہ خطا اور نسیان کے مجموعہ کا نام ہے بمقتضائے
حدیث لَنَسِيَ آدَمُ وَلَنَسِيَ ذَمَّائِنَهُ مَجْهُولٌ كَرَسِيَ اِسْمُهُ فَكُلَّ كَامَرٍ تَكْبَهُ هُوَ جَوْكَ رَوْزَةٍ دَارِ كِي پابندی کے
منافی ہو تو اس فرض الہی کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا۔
جیسا کہ ترمذی شریف میں آیا ہے کہ جب تم بھول کر کچھ کھا بیٹھو تو تم اپنے روزہ کو پورا کرو کیونکہ وہ اللہ کی

جہاں مٹھی جو دی گئی۔ اس حدیث سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ روزہ خدائے رحیم کی رحمت و غایت کا بہترین اتم و اکمل مظہر ہے۔

قرآن مقدس میں خدائے منزہ رمضان شریف کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ الْهُدَىٰ وَالْبَيِّنَاتِ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** (ترجمہ: رمضان شریف کا وہ مہینہ ہے کہ جس کے اندر خدائے قدوس کی جانب سے تنزیل فرمایا ہوا ہے۔ یعنی قرآن مقدس کے اُتارنے کی ابتداء اسی مہینہ میں ہوئی کسی مہینہ کی اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن جیسی اتم و اس کتاب اسمیں نازل ہوئی۔ اور اسی ماہ کو تنزیل فرقان حمید سے مزین فرمایا گیا۔

اور اس ماہ کو کھایام کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت خالق اکبر قرآن عظیم نعمت الہی جو کہ ارواح طیبہ بیک روحوں کیلئے اتم و احسن غذا و روحانی اس مہینہ میں عطا کی تو پھر ارواح طیبہ ریختے۔ انسان، گو چاہے کہ وہ ظاہری اور ناقص غذاؤں سے بے پرواہ ہو جائیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہزار ظاہری مقوی غذائیں اس ایک نعمت الہی پر لاکھ دفعہ قربان جائیں۔

رمضان شریف کی فضیلت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسمیں **ليلة القدر** جیسی نعمت واقع ہے۔ جس کے متعلق قرآن مقدس بدیں الفاظ گواہی دیتا ہے۔ **حَمْدًا وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْصَلُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْ رَجُلٍ وَفِيهَا يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** (ترجمہ: تم سمجھتے ہو اس کتاب ظاہر کی حکوم نے مبارک رات میں نازل فرمایا اور یقیناً ہم ڈرانے والے تھے۔ یہ وہ رات ہے کہ جس میں ہم ہر حکیم کام کا فیصلہ کرتے ہیں۔

اس قرآن مقدس کی آیت نے **ليلة القدر** کی برکت کو صاف صاف الفاظ میں واضح فرمادیا۔ دوسری جگہ فرقان حمید بدیں الفاظ گواہی دیتے ہیں۔ **لَيْلَةُ الْقَدْرِ حَيُّونَ مِنَ الْغَيْبِ شَهْرُ تَنْزِيلِ الْمَلَكِ وَالشَّوْخُ فِيهَا بِأَذْنِ سَامِئِيلَ مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ** (ترجمہ: **ليلة القدر** ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور یہ وہ رات ہے کہ جس میں فرشتے اور روح نیچے اترتے ہیں۔

جس رات کے حق میں خداوند عالم نے اس قدر فضائل بیان فرمائے پھر رمضان شریف کے لئے کس قدر وجہ فضیلت ہو گا کہ اس عظیم الشان رات سے اس کو مزین فرمایا گیا۔

اب ہم ناظرین کے سامنے روزہ اور روزہ داروں کے مختصر فضائل بیان کرتے ہیں۔ روزہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ یہ وہ فضیلت ہے کہ اس سے کسی

اور فرض کو ہرگز نہیں ڈاڑا گیا۔ آقائے نامدار و مرمودات شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔ یعنی اسکی جزا دینے کیلئے خدا کے قدوس سے میں ہی اختیار دیا گیا ہوں۔

یہ کتنا بڑا شان امتیازی ہے جو صرف صوم کو عطا کیا گیا۔ روزہ دار کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو خداوند عالم قادر مطلق کے نزدیک مشک کستوری و عطر وغیرہ سے زیادہ وقت رکھتی ہے۔ روزہ کے فرض ادا کرنے والے کی یہ بڑی خصوصیت ہے جو بالکل کسی دوسرے عابد کیلئے نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار کی اخروی امتیازی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزہ داروں کے لئے بہشت میں ایک خاص دروازہ سے داخل ہو گا جسکا نام ریان ہے۔ یعنی اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جا سکیں گے۔

تراویح رمضان کے متعلق حدیث میں وارد ہے کہ مہینہ قوام رمضان ایمانا و احتسابا ختمی لہ ما تقدّم درجہ، جو شخص رمضان شریف میں ایمانا و صواب حاصل کرنے کی خاطر نماز تراویح پڑھے گا۔ اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ فضائل رمضان صیام رمضان اور لیلة القدر میں مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ بالتفصیل لکھنا قطع صد قیامت بگذرد وین نام تمام دار شد۔

”ایک ہزار روپیہ انعامی چیلنج کا جواب“

کان کھول کر سنو!

چند ایام گزرنے کے ایک میرزائی جو اپنے اکو ابوالبرکات محقق انوی لکھناب کا مصنفہ ٹیکٹ ”ختم نبوت“ میری نظر سے گذرا جس میں مصنف نے اس کے جواب دینے والے کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دینے کا وعدہ کرتے ہوئے پہلے صفحہ پر ایک ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج لکھے تھے۔

اب ہم بانگ بل اعلان کرتے ہیں کہ اس کا جواب تیار ہو چیلنج دینے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک ہزار روپیہ کسی غیر جانبدار آدمی کے پاس بطور امانت رکھیں تاکہ پھر بعد میں کوئی تکلیف پیش نہ آئے۔ کیا کسی کے اندر بہت ہے؟ محمد حجت اللہ ارشد رکن ادارہ جسدِ شمس اسلام بھیرہ۔

معارف و تران

تفسیر سورہ فاتحہ

درحقیقت اسلام کا نام ہی اعتدال و قوسط ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دین و دنیا کے ہر کام میں میانہ روی اختیار کرے۔

امام محمد بن رازحی فرماتے ہیں:-

ای ثبتنا علی الهدایۃ الّتی وهبتھما منّا ونظیرہ قولہ تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْحَقُّ فَبِئْسَ لِمَنْ أَذْهَدُ یُنْکَرُ اِیْ ثَبَتْنَا عَلَی الْهُدَیۃ فَکَلِمَ مِنْ عَالَمٍ وَقَعَتْ لَہٗ شَبَہٌ ضَعِیْفَۃٌ فِی خَاطِرِہٖ خِلَافٌ وَذِلٌّ وَالْخُرُفُ عَنْ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ۔

یعنی ثابت رکھ ہم کو اس ہدایت پر جو تو نے ہم کو بخشی ہے۔ اور اسکی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ اے نبی! اذہد یُنْکَرُ اِیْ ثَبَتْنَا عَلَی الْهُدَیۃ۔ ہمارے رب! ہمارے دلوں کو بعد ہدایت کے طریقہ حاکم کر یعنی ہم کو ہدایت پر ثابت قدم رکھ۔ بعض عالم ایسے ہوتے ہیں کہ انکے دل میں ایک ضعیف شبہ واقع ہونے سے کچی اور ذلت میں پڑ کر مایوس ہو جاتے ہیں۔

حق سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

ضمیمہ جمع منکلم کی حکمت۔ اہد نامیں ایک اور شبہ بھی دل میں پیدا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والا ایک بھی ہوتا ہے تو وہ اہد نامی کہتا ہے۔ حالانکہ وہ اکیلا ہوتا ہے۔ اسے کہنا چاہیے تھا اھدائی۔ اسکی کیا وجہ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ دعا جہاں تک عام ہوتی ہے وہیں تک زیادہ مقبولیت کی مستحق ہوتی ہے۔ چنانچہ سورہ فرقان میں عباد الرحمن کی دعائیں مذکور ہیں۔ پس اپنی دعا میں غیروں کو شامل کرنا بہتر و انسب ہے۔

علاوہ ازیں اسمیں اور بھی ایک نکتہ ہے۔ گویا بندہ کہتا ہے کہ میں نے تیرے رسول کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جماعت رحمت ہے اور تفرق عذاب۔ پس جب اسے اللہ امیں نے تیری حمد کا ارادہ کیا تو تمام حمد و شکر کو جمع کرتے ہوئے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یعنی تمام حمد و ستائش کا سزاوار اللہ ہے۔ پھر جب میں نے عبادت کا ذکر کیا تو سب کی عبادتوں کو جمع کرتے ہوئے کہا اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ یعنی ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ پھر جب طلب استعانت کا ذکر کیا تب بھی تمام جماعت مسلمین کو شامل کر کے کہا وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی ہم تجھی سے استعانت چاہتے ہیں پس لا محالہ جب ہدایت طلب کی تو

اس میں بھی سب کو شامل کرتے ہوئے کہا اهدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھ۔

نوگو یا پوری سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو علاوہ دیگر مطالب عالیہ کے جماعتی زندگی بسر کرنے اور اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہمارے ہی پنجوقتہ نمازیں اخوت اسلامیہ کا ایک نا بھولنے والا سبق دیتی رہتی ہیں۔ مگر آہ مسلمانوں میں وہ قرآنی بصیرت کہاں جسکی روشنی میں وہ اپنی زندگی سواریں اور کوئی عملی سبق حاصل کریں جبھی تو ان پر رفاق و شقاق اور باہمی بغض و عناد کی لعنت بری طرح مسلط ہے۔

مرزا بیوں کا ایک گمراہ کن مغالطہ ختم نبوت امت مسلمہ کا ایک ایسا واضح ممبروں اور مسلمان نہیں۔ جیسے اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید میں کسی مسلمان کو ذرا شک نہیں ہو سکتا اور اگر ہو تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ اسی طرح ختم نبوت ایک قطعی الثبوت اور مسلمہ عقیدہ ہے۔ اس میں ذرا شک ہوا تو اسلام جانے کا اندیشہ ہوا۔ اور اگر کوئی مسلمان شک کے درجے سے گزر کر نفوذ باللہ انکار کر دے۔ تو اس کے کفر و ارتداد میں کوئی شک نہیں۔ عرض ختم نبوت اسلام کی جان ہے۔ اس کے مانے بغیر اسلام کا وجود کہاں؟

لیکن جب سے ہمرزین قادیان سے مرزائیت کا فنڈ اٹھا ہے۔ اس نے بعض بھولے بھالے مسلمانوں کے دماغوں میں جراثیم کفر و الحاد بھجھ دیے ہیں۔ یہ لوگ اسلامی تعلیمات پر پانی بھیر کر خانہ ساز نبوت کو منوانا چاہتے ہیں۔ اور انکو اُس ردائیتی بھوکے کی طرح جس نے دو اور دو کو چار روٹیاں ہی بتلایا تھا، اسے قرآن میں اجراء نبوت کا مسئلہ نظر آتا ہے۔ اسلام کے ان دشمنوں نے بعض آیات کو کانٹ چھانٹ کر ذرا ہستی اپنے مذاق کے مطابق بنا لیا ہے جو آیات ان ظالموں کا تختہ مشق ہیں۔ ان میں سے سورہ فاتحہ کی ایک آیت یہ بھی ہے جو ہمارے زیر بحث ہے۔

مرزائی اھدنا الصراط المستقیم سے اجراء نبوت یعنی نبوت کا جاری رہنا اس طرح ثابت کیا کرتے ہیں کہ مکالمہ الہیہ ایک نعمت عظیم ہے جو انبیا کو دی تھی اور امت محمدیہ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ منعم علیہم کا راستہ اپنی نمازوں میں طلب کیا کرے جسکی تشریح آیت اُولَئِكَ الَّذِیْنَ اَلْعَمَلَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ کرتی ہے پس جو شخص انبیا کے راستہ پر چلے گا تو انکی تابعداری میں نبوت حاصل کر لے گا۔ اسی اصول کے مطابق ہمارے مرزا صاحب نبی بنے ہیں۔

اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ صراطِ مستقیم سے مراد وہ طرزِ عمل ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔
 اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۵۷ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا يَّسِرٌ لِّكَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝۱۵۸
 صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں۔ صراطِ مستقیم وہ اللہ کا راستہ ہے۔

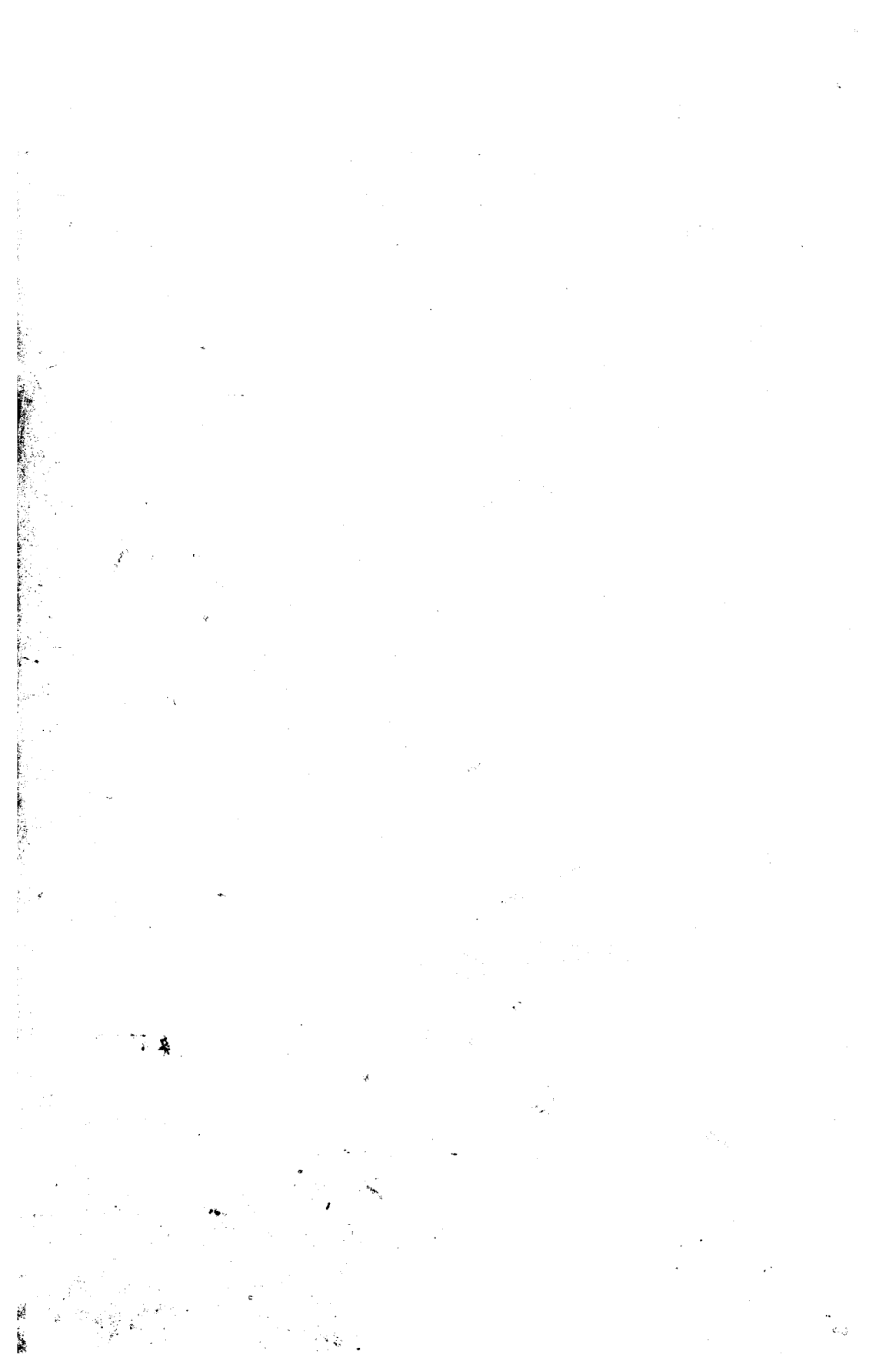
اس آیت میں صراطِ مستقیم کو صراطِ اللہ کہا گیا ہے اور صراطِ اللہ سے مراد وہ راستہ ہے جس کی طرف سورہ یوسف میں اشارہ ہے۔ عَلٰی بَصِيْرَةٍ اَنْ اَقُوْبَ مِنْ اَقْبَعِيْنِ۔ یعنی میں اور میرے تابعدار صراطِ مستقیم اور بصیرت افزا طریق پر قائم ہیں۔ پھر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صراطِ مستقیم کی تفسیر صحیح یوں فرمائی ما انا علیہ واھتجیابی یعنی صراطِ مستقیم یا اسلامی طریقِ عمل وہ ہے جس پر میں قائم ہوں اور میرے اصحاب۔ اب اس آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ ہم ان الفاظ میں دعا کر لیں کہ ہم کو رسول اللہ کے اسوہ حسنہ اور صحابہؓ کے طرزِ عمل پر قائم رہنے کی توفیق عنایت فرما۔

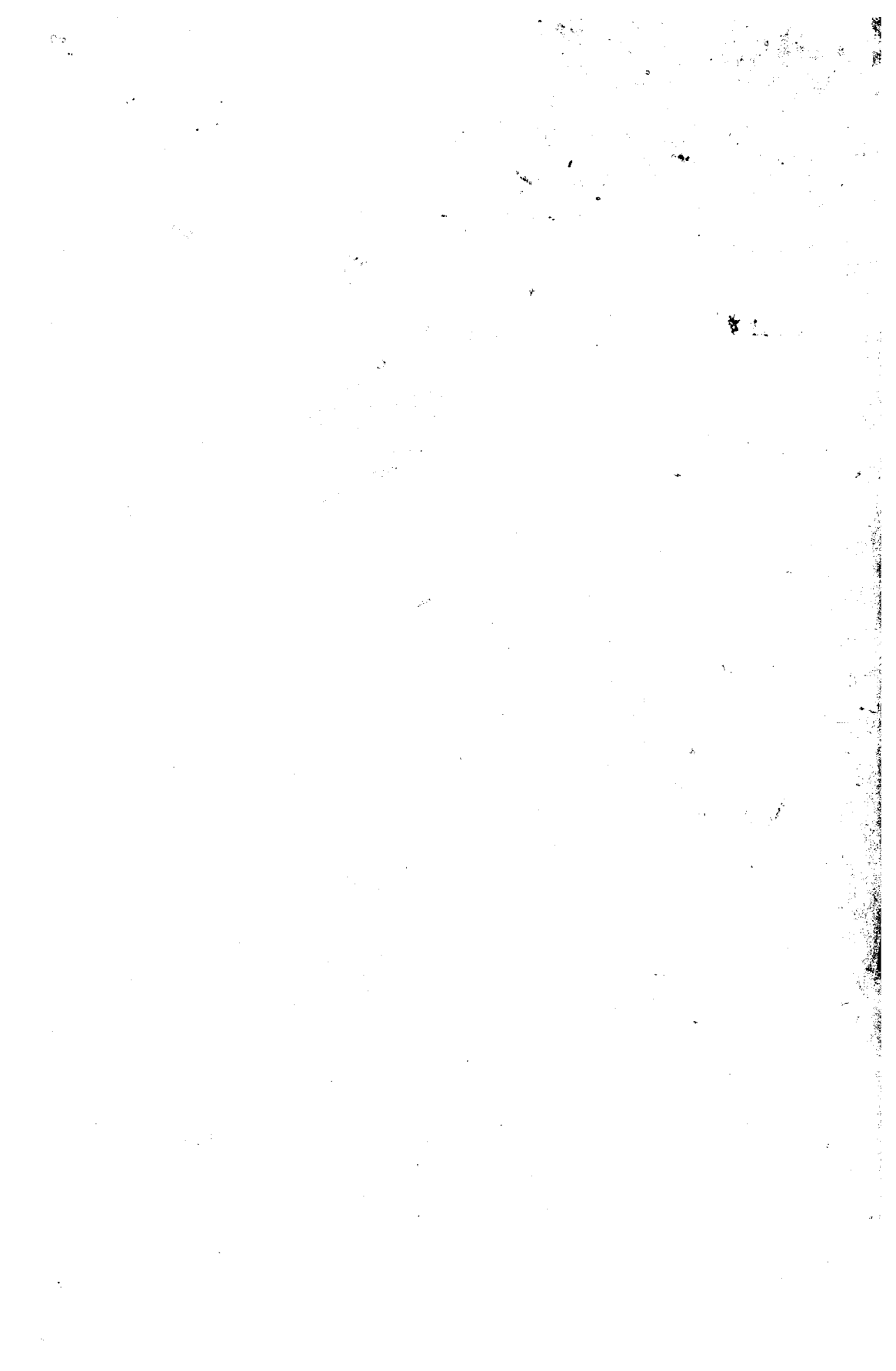
غور کرو کہ بات تو کیا تھی اور ان گمراہوں نے بنا کیا دی۔ یہ قرآنی تحریف اور تلاعب بالقرآن نہیں تو اور کیا ہے کہ مرزائی زبردستی قرآن سے اپنی بات منواتے ہیں اور خدا کے غضب سے ذرا نہیں ڈرتے۔

یہ دشمنانِ حق و صداقت منشاءِ ربانی کو بدل کر اپنی مرضی کے مطابق آیات قرآنیہ بنا لینے پر اس قدر دلیر و بے باک ہوتے ہیں کہ غفقتضاتِ عقل کو بھی بالاسے طاق رکھ کر اپنی عقل و سمجھ کو طاق دیتے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ اگر مرزائیوں کا یہ اصول صحیح مان لیا جائے تو انبیاء علیہم السلام کے طریقہ پر چلنے سے انسان منصبِ نبوت حاصل کر لیتا ہے۔ تو چاہئے کہ ایک انسان اللہ کے راستہ پر چلنے سے اللہ بجایا کرے کیونکہ قرآن میں صراطِ اللہ یعنی اللہ کا راستہ بھی تو آیا ہے۔

الزامی جواب اسی اندھے بہرے استدلال کے ضمن میں مرزائی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ مسلمان پنوختہ نمازوں میں اپنے خدا سے نبیوں، صدیقیوں، مشہد اور صالحین کے رستہ پر چلنے کی دعا مانگا کرتا ہے اور اللہ پاک نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دعائیں ضرور قبول کرتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس دعا سے صدیق، مشہد اور صالحین تو اس امت میں پہلے رہیں مگر نبی نہ ہوں۔ یا یوں کہو کہ سرے سے دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔

قربان اس حماقت و نادانی کے۔ اے دعاگوں کو خدا نے کج کر دیا ہے اور سیدھی بات کو مٹا کر دینے میں مرزائیوں کو یہ ٹوٹے کاٹے حاصل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر مرزائیوں کا یہ استدلال صحیح ہے تو ہم





آفتاب رسالت کی لمعائیاں

اعتصام بالکتاب والستہ

نبی کریم کا اسوہ حسنہ ایک مستقل دلیل و شاہد ہے { کی ایک پکار ہوتی ہے۔ یہ پکار ہی بنی نوع انسان کو حقیقی مذہب کی طرف بلاتی ہے۔ قرآن حکیم نے جا بجا انبیاء کرام علیہم السلام کے نفس زندگی وجود کو بطور ایک جہت و رہبان کے پیش کیا ہے نہ کہ محض بطور قصص۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ ہر شی کی زندگی جس طرح شروع ہوئی، جس طرح ختم ہوئی، جو کچھ اس پر قولاً و فعلاً گذرا اور جو کچھ اس سے تعلق رکھتا ہے انہیں سے ہر ایک بات بجائے خود ایک دلیل اور رہبان ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے جا بجا دعویٰ الی الوجہ کو "قول الثابت"، اور "دین قیم"، اور "الواقع"، اور "الثابت" وغیرہ ہائے سے تعبیر کیا ہے، اگر آج کوئی شخص احادیث ماننے سے انکار کرتا ہے تو وہ گویا یقین و ایمان کی پکار کو ٹھکراتا ہے، خدا کی پیش کردہ جہت و رہبان کے ماننے سے انکار کرتا ہے۔ اور سرے سے قرآن ہی کا منکر ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کیلئے بہترین نمونہ ہیں اور ساتھ ہی معلم و مزی کی بھی۔ چنانچہ ارشاد داری ہے:-
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِلْمَ وَيُؤْتِيهِمُ الْحَقَّ
آپ کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تزکیہ کرتے ہیں۔

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو پیش کیا جو ان پر نازل ہوئی، پھر اس کی تعلیم دی، لوگوں کو نیک اخلاق کی طرف کھینچنا خود عمل کر کے دکھایا اور سونے پر سہاگہ کام کیا، حکمت کی تعلیم دی اور قرآن حکیم کے حقا و اسرار سے آگاہ فرمایا۔ پس سرکارِ مدینہ کی نسبت قرآن میں سے چار باتیں یا چار مراتب ثابت ہوتے ہیں۔ تعلیم قرآن، تعلیم حکمت، تزکیہ اور اسوہ حسنہ بننا۔

اب غور کرو کہ قرآن عیسٰی کرنے کیلئے قرآن کی تعلیم کو لو، آپ خود قرآن میں دیکھ لیں گے۔ مگر باقی تین چیزیں کہاں سے لائیں گے۔ اگر یہ یقیناً تین چیزیں بھی خود قرآن ہی بالتفصیل پیش کرتا ہے تو بیشک قرآن کافی ہے۔ احادیث کی پابندی کی مطلق ضرورت نہیں۔ اگر یہ چیزیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اور یقیناً نہیں ملتیں۔ بلکہ احادیث صحیحہ میں ملتی ہیں تو مسلمان کو لازمی طور پر احادیث کو بھی واجب

الاتباع ماننا پڑے گا۔

مجھے اُن دشمنان اسلام کی عقلوں پر رونانا ہے جو احادیث کو واجب الاتباع نہیں سمجھتے اسلئے کہ وہ گمراہی و جہالت کے عمیق ترین گڑھے میں پڑے ہیں اور شرک فی الرسالت کے مرتکب ہیں۔ اسلئے کہ احادیث صحیحہ کو بالائے طاق رکھ کر اپنی طرف سے قرآن کی تفسیر کرنا، یہ منصب اسی کا ہے جس پر کتاب نازل ہوئی ہو، وہی کتاب کا صحیح مفہوم اپنے قول اور فعل سے واضح کرے اور امت اسلامیہ کو یہ تاکید یہ حکم دے کہ وہ رسول اللہ کے نقش قدم پر چلے۔ پس جو شخص رسول اللہ کی سکھائی ہوئی حکمت اور دی ہوئی سنت کی راہ کو چھوڑ کر خود رائی کرتا ہے وہ بے شک شرک فی الرسالت کا مرتکب ہے۔ اور اور صفات متعاقدہ نبوت سے انکار کرتا ہے۔

قرآن اور سیرۃ نبویؐ کا علاقہ { کسی پیغام الہی کی صداقت نہیں جانچی جاسکتی جب تک پیغام لانیوالے کی صداقت و امانت نہ جانچی جائے اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ اسکی پوری زندگی اور زندگی کے وقائع و اعمال دنیا کے سامنے موجود ہوں۔ انہیں کو ہم احادیث صحیحہ کہتے ہیں۔ پس اس اعتبار سے آج مذاہب عالم میں اگر کوئی صحیفہ آسمانی ہے اور دنیا کا نجات دہندہ مذہب ہے اور جو اپنے لانیوالے کی زندگی کے و سوانح ہر زمانہ اور ہر عہد میں خود اپنی زبانی سن سکتا ہے، وہ قرآن حکیم ہے۔ ادیان عالم میں کوئی دین بھی ایسا نہیں جسکی کتاب الہی و صاحب و حامل کتاب کے باہمی علاقہ وحدت کا یہ حال ہو جو اسلام میں کتاب وسنت کا حال ہے۔ ان دونوں میں سے ہر وجود ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ و ملحق ہے کہ شاہد و مشہود کا تعلق رکھتا ہو کہ کتاب حامل کتاب کی صداقت پر دلیل و شاہد ہو۔ اور حامل کتاب اور اُس کے اقوال و افعال اصل کتاب کی صداقت پر۔

الغرض دنیا میں صرف قرآن ہی قطعی و یقینی اور محفوظ و غیر مبدل ہے جس کے اگے تیجے اور راستے بائیں سے بائیں نہیں آسکتا اور جسکی قطعیت و حقیقت کو صاحب کتاب کی سیرت و سنت نے قیامت تک کیلئے اسکو محفوظ و غیر مبدل کر دیا ہے۔ فی الجملہ یہ حقیقت بھی مجملہ مہمات خصائص و اعجاز قرآن کے ہے۔ حق یہ ہے کہ قرآن اور صاحب سنت کی باہمی یگانگت و اتحاد کے باب میں جو کچھ بھی اور جقدر بھی کہا جائے اس سے بہت کم ہے۔ جقدر کہنا چاہئے۔ اہل قرآن حنت و نادان اور بدترین گمراہ ہیں جنہوں نے قرآن اور سیرت نبویؐ کا علاقہ و تعلق ہی آج تک نہیں سمجھا۔

اسوۃ رسولؐ کی اطاعت و دونوں جہان کی سعادت ہے مسلمان کان کھول کر

سن میں کرانگی زندگی اور اقبال مندی کا پہلا قدم ہی ہے کہ وہ اسوۂ رسول کی روشنی میں عال بالفقران بجائیں۔ امت کیلئے کتاب و سنت کی پیروی چشمہ حیات ہے۔ یوں تو اتباع رسول، کتاب و سنت کی پیروی اور عشق محمدؐ کا سب ہی کو دعویٰ ہے۔ مگر محض زبانی جھکا ثبوت وہ اپنے پاس صرف یہ رکھتے ہیں کہ جب آپ کا نام ناجی و اسم گرامی آتا ہے تو درود و سلام کا آواز بلند کر دیتے ہیں..... اور بس۔

یہ سنے مسلمانوں کے یہاں اطاعت رسول اور عشق رسول کا جذبہ و ثبوت۔ ایسے رسمی، بناوٹی، ناکارہ اور بے عمل مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہیں اطاعت و عشق رسول کی ہوا بھی نہیں لگی، تمہارے سینے جذبہ اطاعت سے خالی ہیں، اور تمہارے سروں میں وہ سودا نہیں جو اسلاف کے سروں میں تھا ایسے لوگوں سے دوسروں کو دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

زہدارانِ قوم نہ باشی کے فریہند ۛ حق را سجد و بنی را بد و دے
یاد رکھو فی الحقیقت عشق رسول اور اطاعت رسول کے معنی اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اپنی زندگی کے تمام تعلقات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں اور اپنے تعلقات کو اسکی اطاعت کے حوالہ کر دیا جائے۔ اگر ہماری زندگیوں میں یہ بات نہیں تو ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم رسول اللہ کی محبت و اطاعت کا نام اپنی زبان پر لائیں۔

رسول اللہ کی محبت و اطاعت کیا ہے؟ اسلام اور امت کا نقطہ مرکزی شرف و سعادت اور اقبال و جلال کا اہل و حققی سرچشمہ، اسلام اور امت مسلمہ کی زندگی کا راز، علم و بصیرت، کامنچ اور دینی و دنیوی ترقی و کامیابی کا سیدھا راستہ عمل بالقرآن و دراصل حضور کی محبت و اطاعت ہی کا نام ہے۔ قرآن اور صحاح و کتب کے درمیان کوئی حد فاصل نہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرۃ اسکی شرح ہے۔ قرآن علم ہے اور سیرۃ اس کا عمل۔ قرآن کا علم اسکے عمل سے کبھی علیحدہ اور جدا نہیں ہو سکتا۔

پس اگر تم علم و بصیرت، نور و ہدایت، ایمان و اقبال اور محبت و برہان کے طلبگار ہو، اپنی قلب و روح کی بیماریاں دور کرنا چاہتے ہو، جہل و شک اور وساوس و ضلالت سے نجات پانا چاہتے ہو اور دونوں جہان کی سعادت و عظمت اور اقبال و جلال حاصل کرنا چاہتے ہو تو کتاب و سنت کی پیروی کو لازم سمجھو، فقہ حنفی کا علم و یقین براہ راست کتاب و سنت سے حاصل کرو، اپنی زندگی کو سراسر اسوۂ رسول کے مطابق بناؤ، سیاسیات و معاشیات، اخلاق و عادات وغیرہ زندگی کے

تمام پہلوؤں میں اتباع شریعت کرو اور قدم قدم پر اسکو اپنا رہنما بناؤ۔ اس کے سوا تمہاری زندگی، ترقی اور کامیابی کا کوئی راستہ نہیں۔

اسوہ رسول کو چھوڑ کر اگر ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان سب کے سب بادشاہ اور قارون بن جائیں، تو وہ پست، ذلیل، ناکارہ اور بیچ ہیں۔ لسان العصر اکبر الابدی نے کیا خوب کہا ہے۔
 نہ ناز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج ہے + تو خوشی پھر اسکی کیا ہے کوئی جنت کوئی حج ہے
 اہل اور حقیقی خوشی تو مسلمان بننے میں ہے۔ اگر ہی نہیں تو پھر کیا۔ مگر آج اس عقل و خرد باختہ قوم نے سمجھ لیا ہے کہ ہماری خوشی اور ترقی کو نسل کی ممبریوں اور وزارتوں میں ہے۔ اس بد بخت قوم کو کون بھٹا کر عزت و اقبال ممبر و وزیر بننے سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کے دامن اقبال کو تمام لینے سے ملتا ہے۔ آؤ اس آقا کے در اقبال پر آؤ جس کا دامن پرکار گڈ ریے سلطان عالم بنے۔ یعنی تعلیمات محمدی پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اے مسلم خوابیدہ، بیدار ہو وقت آیا + بیدار دانا ہے، بیدار ہو وقت آیا
 وقت آگیا اے مسلم اب کوشش پیہم کا بدلاؤ الفتنہ ہے کیا ہستی عالم کا
 میدان عمل میں آیا شیدائے عمل بن جا سرتا بقدم یعنی دنیا کے عمل بن جا
 مقصد ترے آئے کا دنیا میں تھا کیا مسلم کچھ یا بھی ہے تنجگو یا معمول گیا مسلم
 بھولا ہے سبق تنجگو طاعت کا اطاعت کا اب پاس نہیں مطلق احکام شریعت کا
 اے قوم نہ کر پیدا سامان تباہی کا میں واسطہ دیتا ہوں محبوب الہی کا
 اس ضروری لازمی اور مناسب تہیہ کے بعد ہم ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل پروگرام آئندہ اوقات میں پیش کریں گے جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان دین و دنیا میں فائز المرام و شاد کام ہو سکتے ہیں۔ ناظرین شمس الاسلام پروگرام کو بغور مطالعہ کریں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

ضروری گذارش { جن خدیاروں کی میعاد چندہ ختم ہو چکی ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ بذریعہ مئی آرڈر فوراً بھیجیں۔

عالمِ روحانیت کی سیر

حقیقت تو بہ

کوئی انسانی روح ہے جو اپنے خالق کی محبت کا ارمان نہ رکھتی ہو۔ خدا کی محبت و اطاعت فطرت انسانی کا جوہر حقیقی ہے۔ اس محبوب حقیقی کی محبت کے آگ کے شعلے خدا کی نافرمانی، انسانی سوسائٹی اور غیر فطری زندگی سے بجھ جاتے ہیں۔ لیکن اس راگ کے ڈھیر میں چنگاریاں محفوظ رہتی ہیں۔ اور نسیم ہدایت کے روح پرور ایک ہی جھوکے سے بھڑک اٹھتی ہیں۔

کوئی نادل ہے جو دیدار خداوندی کا تمنیٰ اور سرمدی راحتوں کا طلبگار نہیں۔ وہ دل جمعی خدا کی محبت اور سرمدی راحتوں کی طلب نہ ہو، دل نہیں بلکہ پتھر کا ٹکڑا ہے۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جو خدا کی محبت کا ارمان اور سرمدی راحتوں کی طلب تو رکھتے ہیں لیکن طلب محض کی حدوں سے آگے قدم بڑھانا نہیں چاہتے ہیں جو لوگ خدا کی محبت کے طلبگار ہیں، انہیں دل کے کان سے سن لینا چاہئے کہ خدا کی محبت کوئی راز نہیں اور نہ کوئی مشکل و دشمن امر ہے بلکہ ایک واضح حقیقت ہے۔ اس کا حصول عام اور آسان ہے۔ حق تعالیٰ مل شانے صاف الفاظ میں بتلا دیا ہے کہ پائی اور پرہیزگاری سے خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وَيُحِبُّ الْمُتَّقِينَ یعنی اللہ تعالیٰ پاکوں کو پیار کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ خدا کی محبت کے خواستگار اور ابدی راحت و سرور کے طلبگار ہیں، انکو پاک رہنا چاہئے۔

اب پائی کی تعریف اور اقسام بھی سن لیجئے۔

پائی کے اقسام

پائی تین قسم کی ہے۔ ایک جسمانی، دوسری اخلاقی اور تیسری روحانی جسمانی پائی یہ ہے کہ جسم و لباس پاک و صاف ہو۔ پائی غسل و وضو سے حاصل ہوتی ہے۔ اخلاقی پائی یہ ہے کہ انسان تمام برائیوں اور ناپاک بات و مضامین سے اپنے آپ کو پاکیزہ و مجتنب رکھے۔ یعنی بری عادتوں مثلاً غیبت، جھٹی، بہتان، بغض و عداوت، تکبر و ریاکاری، حرص و طمع، اور غریب و طبع کاری وغیرہ کو ترک کر دے اور اپنے آپ کو اچھی عادتوں مثلاً شجاعت

و سخاوت و رحم و کرم اور اداری، خلق و مروت و محض و درگزر اور علم و تواضع وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرے اور روحانی پاک توبہ و استغفار ہے اور یہاں اسی کی تفصیل و توضیح مطلوب ہے۔

روحانی پاک محبت الہی کے حصول کیلئے لازمی ہے۔ یہ پاک پانی سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ خوف الہی کے انکسوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا غسل عرق انفعال سے ہوتا ہے۔ اسلامی نماز انہیں تینوں قسم کی پاک کیوں کی حاصل ہے۔ و ضروریں اگر نگاہ ہری اعتصار دھلے تو کیا جب تک دل بھی گناہوں سے پاک نہ ہو۔ اگر من پرانا پانی ہی رہے تو نماز بے اثر ہے۔ اصل صفائی یہی ہے کہ انسان اپنے دل سے ناپاک و سادوس کو دور کرے اور اپنی روح کو توبہ و استغفار کے آب صافی سے دھوے رہے۔ اس کی نسبت علامہ اقبال فرماتے ہیں:

موتی سمجھ کے شان کریچی نے چن لئے + قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

اولیاء اللہ جو خدا کے پیارے تھے انہوں نے یہی تو کیا تھا کہ ان تینوں قسم کی پاک کیوں کو حاصل کر کے اپنے آپ کو خدا کے قرب و حضوری کے قابل بنا لیا تھا۔ دل ایک طائر درقفس کی طرح محبت الہی کی بہاریں دور سے دیکھتا ہے۔ اور تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ کہیں وہ نفوس قدسی اور کہاں ہم آلودگان معاصی۔ ان کے جسم لباس اول اور دماغ سب صاف تھے اور ہمارے سب ناپاک۔ ان کے دل و دماغ خورش کی بلند یوں میں پرواز کرتے تھے۔ اور ہمارے دل و دماغ پر مصیبت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہم بد بخت تو اس قابھی نہیں کہ خدا کا پیارا نام اپنی ناپاک زبان پر لائیں۔ لیکن مایوسیوں کے ابرتار میں امید کی کرن نظر آتی ہے اور عالم دہرس میں یہ صدا گونجتی ہے۔ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ہم توبہ کرنے والے گناہگاروں کے ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا ہیں۔ اور توبہ ہی وہ مرہم ہے جس سے ہماری جراحیں صحت پذیر ہو سکتی ہیں اور توبہ کے ذریعہ ہم بھی اس ایوان محبت میں بار پا سکتے ہیں جو اقیانوس اولیاء کے لئے مخصوص ہے۔

توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں { یاد رکھو کہ جسمانی، اخلاقی اور روحانی پاک و طہارت سے خدا کی نزدیکی و حضوری حاصل ہوتی ہے اور مصیبت شکاری و سیاہ کاری سے انسان خدا سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ بالآخر نیکی کا فرشتہ اس کی ہدایت سے مایوس ہو کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ بدی کا فرشتہ اسے اپنا بنا لیتا ہے، وہ بندہ نفس و شیطان بن جاتا ہے۔ اور وہ مجسم گناہ بن جاتا ہے۔

انسان کی فطرت میں نیکی کے ساتھ بدی کا مادہ بھی ہے۔ اسلئے وہ اپنی فطری کمزوری سے گناہ کرتا ہے اور گناہ کا یہ زہر اسکی اخلاقی و روحانی زندگی کو فنا کر دیتا ہے۔ مگر ساتھ ہی خدا کے رحیم و کریم نے اس زہر

کا تریاق بھی دے دیا ہے۔ وہ تریاق کیا ہے؟ توبہ و استغفار۔ توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابی موسیٰ اشعرئیؓ سے روایت ہے کہ حضور آقائے نامداد سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں رونق افروز تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں سراپا ہصیت ہوں۔ میں نے ہزاروں گناہ کئے ہیں۔ کوئی ایسی راہ عمل اور تجویز بتلائے کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں اور میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ حضور نے فرمایا:-

قُلِ الْمُؤْمِنُ فِي ظِلْمَتٍ نَفْسِي ظِلْمًا
كَثِيرًا أَوْ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي (بخاری)

تمہیوں کہو! اے پروردگار! بے شک میں نے اپنے
نفس پر ظلم کیا ہے اور تیرے سوا میرے گناہوں کو
بخشتے والا کوئی نہیں پس لے میرے مالک! میری
خطائیں بخش دے۔

توبہ کے معنی ہیں معافی چاہنا، گناہ سے باز کر خدا کی طرف دل سے رجوع کرنا۔ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں حضرت امام صالح جزائریؒ فرماتے ہیں کہ ”توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ انتہائی صدق و اخلاص کے ساتھ اپنے گناہوں پر اظہار افسوس کیا جائے۔ اور آئندہ صبح راستہ اختیار کرنے کا عہد کیا جائے۔ جو شخص یہ راہ عمل اختیار کرتا ہے بے شک اسے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب سراج السالکین میں فرماتے ہیں:-

”اب اگر یہ پوچھو کہ توبہ خالصہ کس طرح ہوتی ہے اور بندہ کو کیا کرنا چاہئے کہ سب گناہوں سے پاک ہو جائے تو جانتا چاہئے کہ توبہ دل کے اعمالوں میں سے ایک عمل ہے۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ دل گناہوں سے پاک ہو جائے۔“

جو لوگ توبہ کے بھروسہ گناہوں پر دلیر ہیں اور جو توبہ برب و سبھ در کھن کے مصداق ہیں۔ ان کو کمال کھول کر سن لینا چاہئے کہ توبہ صرف زبان کا فعل نہیں بلکہ قلب کا فعل ہے۔ زبانی توبہ کوئی چیز نہیں جب تک اس میں قلب بھی شامل نہ ہو اور توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں ایلو ابھی تو دل کھول کر گناہ کرو۔ عمر بڑی ہے۔ آخری عمر میں توبہ کر لیں گے۔ ٹھیک ہے کیا ایسے لوگوں کو اپنی زندگی پر بھروسہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو اپنے نفس کو دھوکہ دیکر اپنی قبر آہ کھود رہے ہیں۔ زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔

انسان دم کے ساتھ ہے۔ سانس آیا نہ آیا۔ ایسی حالت میں زندگی پر بھروسہ کرنا بیوقوفوں اور نادانوں کا کام ہے۔ ہر وقت خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اور اپنے نفس کو گناہوں پر دلیری کا موقع نہ دینا چاہئے۔

ورنہ یہ دشمن ایمان ہلاکت ابدی کے غار میں دھکیل دے گا۔ پس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ معلوم نہیں توبہ کی توفیق ملے یا نہ ملے۔

توبہ کا تعلق تینوں زمانوں سے ہے { اور سچی توبہ یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ کے گناہوں پر متأسف و نادام ہو۔ گناہ کا احساس ہوتے ہی اُسی وقت گناہ کو ترک کر دے اور آئندہ کیلئے مجتنب رہے گا مستقل ارادہ کرے۔ پھر اگر بشریت کے تقاضے سے دوبارہ گناہ ہو جائے تو یہ توبہ کے منافی نہیں۔ ہاں توبہ کرتے وقت آئندہ مجتنب رہنے کا مستقل ارادہ ہونا چاہئے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:-

توبہ کرنے کیلئے چار شرطیں ہیں۔ اولیٰ یہ کہ گناہ ترک کرنے کا پکا ارادہ کر لے کہ آئندہ ہرگز ہرگز گناہ نہ کروں گا۔ اگر کوئی شخص گناہ اس طرح ترک کرے کہ اسکے دل میں یہ ظن اور کھینچا تانی ہو کہ شاید پھر یہ گناہ ہو جائے گا تو وہ تائب نہ ہو گا بلکہ گناہوں کا چھوڑنے والا کہلائے گا۔ دوسری شرط توبہ کی یہ ہے کہ ایسے گناہ سے توبہ کرے جو پہلے کر چکا ہو۔ اگر کوئی بدو گناہ کے توبہ کرے تو وہ بھی تائب نہیں کہلائے گا۔ بلکہ متقی کہلائے گا۔ بناء علیہ انبیاء کو تائب نہیں بلکہ متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ ہر قسم کی لغزشوں سے معصوم تھے۔ تیسری شرط توبہ کی یہ ہے کہ جو گناہ کیا ہے وہ اس گناہ کے مثل ہو جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہے اور یہ مماثلت درجہ اور عذاب میں چاہئے۔ ظاہر مشابہت کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کوئی اپنا بیچ آدمی جس نے پہلے زنا کیا تھا یا رہزنی کی تھی۔ اگر اپنے اُن افعال سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول ہوگی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اس شخص سے اس وقت میں زنا کا اختیار اور رہزنی کا چھوڑنا ممکن ہی نہیں اسلئے کہ جب وہ زنا پر قادر ہی نہیں تو اسکا تارک بھی نہیں بلکہ عاجز ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ زنا اور رہزنی پر قدرت نہیں رکھتا مگر ان دونوں کی مثل پر قادر ہے۔ یعنی ایسے گناہ کر سکتا ہے جو گناہ کے درجہ میں زنا کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں۔ ان سے تارک ہو سکتا ہے مثلاً زنا کی ہمت، غیبت اور جھٹیلتیوں گناہ اگرچہ زنا سے صورتاً علیحدہ ہیں لیکن برائی کے اعتبار سے درجہ میں برابر ہیں۔ جو تھی شرط توبہ کی یہ ہے کہ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور اس کے عذاب سے ڈر کر کرنی چاہئے۔ لوگوں کو طعن و تشنیع، سوسائٹی کے خوف، فقر و فاقہ کے ڈر یا تعریف کی خواہش کی وجہ سے نہ ہو۔ اگر ان شرائط کے بموجب توبہ ہوگی تو البتہ درست ہوگی۔

وہ باتیں جنکے سبب دل توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے { توبہ کے شرائط و ارکان

معلوم کر لئے ہیں۔ اب

اسباب بھی معلوم کر لینے چاہئیں جسکے سبب دل توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسکی توفیق ملتی ہے۔ سو ایسے اسباب تین ہیں۔ اول یہ کہ اپنے گناہوں کی برائی یاد کرے۔ گناہ آپ ہی بہت بری چیز ہے۔ گناہ سے دل سیاہ ہوتا ہے اور اخلاقی و روحانی زندگی فنا ہوتی ہے۔ پھر گناہ کی کثرت اور اس پر اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور گناہ کی کثرت میں خوف ہے کہ مرتے دم ایمان رہے یا نہ رہے۔ پس گناہ کی اس برائی کو توبہ کرتے وقت ذہن میں رکھنا چاہئے۔ اور گناہ کو زہر ہلاہل سمجھنا چاہئے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب کی سختی کو یاد کرے۔ جسکے برداشت کرنے کی انسان طاقت نہیں رکھتا۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ خدا کے عذاب اور اسکی پکڑ کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور کسی بہانہ کا پیش نہ جانا یاد کرے۔ اور اس بات کو سوچے کہ جہ میں جب آفتاب کی گرمی برداشت کرنے تک کی طاقت نہیں تو دوزخ کی آگ کی سہارا کیسے ہوگی۔

اگر ایک انسان ان تینوں باتوں کا دن و رات خیال رکھے تو انسان کو سب گناہوں سے خالص توبہ نصیب ہو۔

دارالعلوم عزیز یحییٰ مین مین لوی فاضل کلاس کا داخلہ

دارالعلوم عزیز یحییٰ مین مین لوی فاضل کلاس کا داخلہ شروع ہو گا۔ تعطیلات کے بعدہ شوال سے تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ ۳۰ شوال سے لیکر ۱۰ ذیقعد تک داخلہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد جو طالب علم آئینگے انکے لئے گنجائش نہ ہو سکیگی۔

دارالعلوم کے پانچ درجے ہیں (۱) انصاب التعلیم۔ جس میں چار سال کے اندر ضروری دینی تعلیم دیکر طالب علم کو کسی مسجد کی امامت یا تبلیغ کے قابل بنایا جاتا ہے (۲) انصاب التکلیل۔ اس میں آٹھ سال کے اندر مکمل علوم معقول و منقول کی تعلیم دی جاتی ہے (۳) دارالمبلغین۔ فارغ التحصیل طلبہ باعہدہ استعداد رکھنے والے طلبہ کو دو سال کے اندر مناظر و تبلیغ کے لئے تیار کیا جاتا ہے (۴) مولوی فاضل کلاس۔ اسکا افتتاح یکم شوال سے ہو گا۔ جو طلبہ مولوی فاضل دیخاں یونیورسٹی کا امتحان دینا چاہیں۔ انکو امتحان کی تیاری کرائی جائے گی۔ (۵) تعلیم القرآن۔ اسمیں قرآن کے حفظ کرانے کا انتظام کیا گیا ہے :

مہتمم دارالعلوم عزیز یحییٰ

تاریخ و عبر سلطان محمود غزنوی

موجودہ دورِ زوال میں اسلاف کی عظمت داستانِ بیان کرنا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ قوم کی تباہی کے مرتبہ کے محل پر قصیدہ تہنیت سننا بالکل بے محل ہے۔ ہمارا پڑا مردہ دل و دماغ موجودہ پستی کی وجہ سے سابقہ عروج کے خیال سے عاجز ہے۔ ہماری پیشانی عرقِ انفعال سے تر ہوتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کیا تھے اور کیا بنائے؟ حقیقت میں ہم اس شعر کا مصداق ہیں۔

اُس ناکساں کو فخر با جدا دے کسند چوں سگ با ستواں ل خود شاد میکند

اپنی تباہی کا مرتبہ پڑھنے والا جانے بھی ہو تم کون ہو؟ سنو تم نے مقدس خاکِ عرب کی بنی ہوئی صراحی سے وہ پرکیف جامِ وحدت نوش کیا تھا کہ جس سے مدہوش ہو کر تمام دنیا کو رنگ و حدت سے رنگ دیا، زہد و اتقا کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ فرشتوں پر بھی سبقت لے گئے۔ دنیا سے کفر و شرک کا استیصال کیا، گردن کشوں اور مغرور انسانوں کو خدا سے واحد کی چو کھٹ پر گرایا۔ خدا کے دین کی حمایت و حفاظت اس جوش و سرگرمی اور استقلال سے کی کہ مصائب و آلام کے پہاڑوں کو خندہ پیشانی سے اٹھایا۔ توحید کی امانت کو سیسوں میں لیکر دنیا کے کونہ کونہ میں اس جو انفرادی اور عزم و ثبات سے پھر گئے کہ نہ راستے میں پہاڑ حائل ہوئے اور نہ دریا مزاحم، پہاڑوں کو پرکھا، سمجھ کر اڑایا۔ اور دریاؤں کو پایاب کیا جس جگہ پہنچے ظفرِ باب ہوگا واپس لوٹے، اور چٹکی بجاتے میں ساری دنیا کو مسخر کر لیا کیونکہ تم خدا کے تھے اور خدا تمہارا تھا۔

کچھ غلبہٴ باطل نے اشاعت سے نہ روکا اندیشہٴ قاتل نے اشاعت سے نہ روکا

تجیرِ سلاسل نے اشاعت سے نہ روکا افواجِ مقابل نے اشاعت سے نہ روکا

قائم رہے تبلیغ کے میدان میں ڈٹ کر

لوٹے بھی تو قوموں کے نوشتوں کو الٹ کر

تکبیر کی آواز اٹھی دشتِ جل سے اور گونجی اذانِ قیصر و کسریٰ کے محل سے

رونے لگے اصنام گلے مل کے اجل سے وہ رعب تھا کفار کے بازو ہوئے شل سے

آتشکدہٴ خسر و جسم ہو گئے ٹھنڈے

گرمی نہ رہی اہلِ عجبم ہو گئے ٹھنڈے

یہ سب کچھ صحیح ہے مگر پدرم سلطان بود تراچہ ہم کیا ہیں؟ بس یہ نہ بوجھو پھر زوال میں عروج کی داستان لکھ کر کیا بیٹے؟ لیکن اپنے ظلمت و اقبال کا ماتم کرنے والو! آخر ہم اپنے دل کو کسی طرح تسلی بھی دیں۔ غم میں خوشی کی یاد سے دل بہلتا ہے۔ اور سلف کی یاد تازہ کر کے غفلت میں الو العزیز و مہمت کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ انقلاب دہر کی کرشمہ سازیاں کسی کو ایک حالت پر نہیں رہنے دیتیں، حکومت و امارت ایک جتنی پھرتی چھاؤں ہے وہ کسی کی ہو کر نہیں رہی اور نہ چھپے گی، اسکندر و دارا کہاں ہیں؟ شداد و نروود و شیطان قوتیں کہاں ہیں؟ آج شہنشاہ خاقان اور دولت بہمن کا پتہ نہیں۔ زمانہ کی ایک گردش غالب کو مغلوب اور مغلوب کو غالب بناتی رہی ہے۔ پھر کیا ہوا آج ہم کچھ نہیں۔ مگر اس مٹی ہوئی حالت میں بھی ہم اپنی رگوں میں اسلاف کا خون نکلتے ہیں۔ اگر ہم گرٹے نہ آئیں تو اب بھی ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیں گے۔

میں اپنی قوتوں کو اگر منتظم کروں گرد و ن خیرہ چشم کی گردن کو خم کروں
اعلائے حق سے لشکر باطل کو دوں شکست اعدائے حق کو غرضہ شیخ و دودم کروں
ٹوٹے ظلم شرک، ہو اللہ کا نشان آئینہ انامیں اگر مرسم کروں
پہلا سبق ملا ہے الف لام، میم، کا پھر کیا ضرور ہے کہ میں شہنشاہ الم کروں

خدا کی شان ہے کہ آج وہ قومیں جو ہمارے دسترخوان کی زیر چینی کر کے بل کر جوان ہوئیں ہمارے
نور ہمارے شکرانی ہوئی وہ قوم جو ہمارے ایک مسجد انگریز کی سنگین
کے سایہ میں گرا کر اور دوسرے کے کندھے پر بندوق چلا کر کہتی ہے "ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں" جی ہاں
آپ کی سورمائی کے کیا کہنے ہیں۔ کیا خدا کے گھر کو ڈھانا بہادر ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ذلیل ترین بزدلی ہے۔ آج
ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر کے اپنے اندر الو العزیز و مہمت کا جوش پیدا کریں اور
زمانہ کو بتلا دیں کہ ہم وہ نہیں جو سمجھے ہو۔

آگ نکیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں زندگی مثل بلاں جشتی رکھتے ہیں
اس سلسلہ میں ہم آپ کے سامنے سلطان محمود غزنوی کے حیات افروز کارنامے پیش کرتے ہیں
ناظرین دیدہ و عبرت واکر کے ان کا مطالعہ کریں۔

خاندان غزنویہ کا آغاز از الو العزیز، دانائی اور تدبیر و رائے کی وجہ سے شہرہ آفاق تھا۔ یہ اپنی عمدہ
خدمات کے سبب ترقی پا کر خراسان کا گورنر ہو گیا تھا۔ جب عبدالملک ۳۵۰ھ میں فوت ہوا تو اسکا بیٹا
منصور خور و سال تھا۔ امرائے ملک میں سے بعض کی رائے تو یہ تھی کہ منصور ہی کو تخت نشین کیا جائے اور بعض

کی رائے یہ تھی کہ منصور ابھی خور د سال ہے امور مملکت سرانجام دینے کا اہل نہیں اسلئے اسکے چچا کو بادشاہ مقرر کیا جائے۔ اپنیٹگن کے بھی منصور کے خلاف رائے دی اور یہی رائے ٹھیک بھی تھی۔ مگر چونکہ اپنیٹگن موجود نہ تھا، اسکی رائے پہنچنے سے پہلے منصور تخت نشین ہو گیا اور اپنیٹگن کے خلاف ہو گیا۔ اسکو بخارا میں طلب کیا۔ وہ جانا تھا کہ وہاں قید و زلت میرے انتظار میں ہے اور اب مجھے منصور کے خلاف رائے دینے کا بھیارہ جنگتنا پڑے گا۔ اسلئے وہ خراسان سے غزنی چلا گیا اور وہاں جا کر سرکش و باغی ہو گیا۔

صرف باغی ہی نہیں ہوا بلکہ اپنی ہمت والو العزنی سے منصور کی تیس ہزار فوج کو شکست دے کر افغانستان میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈال دی اور خاندان سامانیہ میں ضعف و زوال شروع ہو گیا۔ بالآخر منصور ۵۱ سال حکومت کر کے ۳۶۵ء میں فوت ہو گیا اور اسکے ساتھ ہی سامانی خاندان کا جاہ و جلال بھی ختم ہو گیا۔

منصور کے بعد اسکا بیٹا نوح تخت نشین ہوا۔ اسکے زمانہ میں اندرونی و بیرونی فسادات اور بغاوتوں نے سب اٹھایا۔ نیکھرام امیروں نے لڑائی شروع کر دی اور اس خاندان کو برباد کر دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اگر منصور اپنیٹگن سے نہ لگاؤ تا تو خاندان سامانی کے عروج کا ستارہ غروب نہ ہوتا۔ مگر جب زوال کی آمد ہوتی ہے تو اہل اقتدار کی عقلیں ماری جاتی ہیں اور وہ اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مار لیتے ہیں۔

سامانی خاندان کا چراغ گل ہونا چاہتا تھا اور غزنی کا ستارہ خوب چمک رہا تھا۔ اپنیٹگن کے بعد اس کا بیٹا اسحاق حاکم غزنی ہوا، اسحاق کے مرنے کے بعد سبکتگین سقی دامادی اپنیٹگن حاکم غزنی ہو گیا تھا۔ اور اسکی بہادرانہ شہرت اور عادلانہ نیکنماہی کا بچہ بچہ معترف تھا۔ جب نوح بن منصور ہر طرف سے ناامید ہو گیا تو سبکتگین حاکم غزنی سے مدد چاہی۔ سبکتگین نے اس کو خندہ پیشانی سے اور محمود و سبکتگین دونوں نے مل کر نوح کے مخالفوں کو پے درپے شکستیں دیں، اپنا حق نمک خوب ادا کیا اور خود بکیر خطابوں کے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ محمودی شہنشاہی تھی جس نے سامانی و خوار و عظمت کو از سر نو بحال کیا۔ مگر دوسروں کے سہارے کب تک حکومت قائم رہ سکتی تھی خاندان سامانیہ کی کمزوری کمال تک پہنچ چکی تھی۔ آرام طلبی، عیاشی، اور کاہلی نے قوائے سلطنت پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ اور خود شاہ بخارا آرام طلب اعیانہ کمال اور مردانہ صفات سے عاری تھا اسلئے اپنی آبائی سلطنت کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ خاندانگیوں نے سرسجھارا بالا آخر تاجارہو کر خراسان کی حکومت بھی سبکتگین کے حوالہ کر دی۔

سلطان محمود کی ولادت

سرخدی صوبہ کے اضلاع پشاور وغیرہ میں پہلا مجاہد فی سبیل اللہ سبکتگین ہوا ہے۔ راجہ جیپال نے پہلے خود مسلمانوں پر حملہ کر کے سبکتگین کو مدافعت جنگ پر مجبور کر دیا تھا جبکہ سبکتگین کو اپنی کامیابی کی پوری امید تھی اور جیپال سخت مصیبت میں مبتلا تھا۔ ایسے موقع پر سبکتگین نے جیپال کی درخواست صلح کو منظور کر کے اس سے صلح کر لی اور سبکتگین کی نرم دلی، خدا ترسی اور رحم دلی نے ہندوؤں کو تباہی سے بچالیا ورنہ اس کے سامنے سے ایک ہندو بھی بچ کر نہ جاسکتا تھا۔ الفرض سبکتگین بڑا رحیم و کریم عادل و شجاع اور پابند شریعت سلطان تھا۔ ہندوستان کی فتوحات کا نئے سرے سے اسی نے دروازہ کھولا، اس کا انتقال ۵۷۲ھ میں بعمر ۵۶ سال موضع نرند واقعہ علاقہ فتح میں ہوا۔ اسی پابند شرع عادل سلطان کا لڑکا محمود غزنوی تھا جو صحیح معنوں میں سیوت ثابت ہوا۔

سلطان محمود ۱۷ سالہ جمعرات شب عاشورہ میں پیدا ہوا۔ اسی رات ولادت سے پہلے سبکتگین نے خواب میں دیکھا کہ اسکے آئندہ ران سے ایک درخت اُگاہے جس کا سایہ آنا فنا نام نہ دنیا میں پھیل گیا۔ یہ خواب دیکھ کر چونک پڑا اور یہاں ہو کر اس کی تعبیر سوچ ہی رہا تھا کہ دفعہ بیٹا پیدا ہونے کی خبر پہنچی۔ اس خبر فرحت اثر کو سن کر سبکتگین شکر خدا بجالا یا۔ بے انتہا خوش ہوا اور محمود نام رکھا۔ آگے چل کر یہ لڑکا واقعی محمود ہی ثابت ہوا۔ کیوں نہ ہو آخر رسالت بنائی صلہ شریعہ و سلم کے نام نامی و اسم گرامی کے مبارک و مسعود الفاظ کا جلوہ محمود کے نام میں جلوہ گر تھا۔ اور اسی وجہ سے شاید وہ عزرا قبائل کے آسمان پر چمکا۔

سلطان محمود جوان ہو کر اپنے امور باپ کے عہد میں ہی اپنے اوصاف و خصائص، استعداد و قابلیت اور شجاعت و لیاقت میں اُم پا چکا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد گورنر خراسان تھا۔ چاہے تو یہ تھا کہ باپ کی جگہ محمود تخت سلطنت پر بیٹھتا۔ مگر اسکے چھوٹے بھائی اسماعیل نے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔ پہلے تو محمود نے ہر طرح سمجھا کر کام نہانا چاہا مگر جب اسماعیل راہ راست پر نہ آیا تو جنگ تک نوبت پہنچی اور مقابلہ میں شکست کھا کر قید ہوا۔ اسکے بعد محمود تخت غزنی پر بیٹھ گیا۔

محمود غزنوی ہندوستان کی طرف کیوں متوجہ ہوا؟ { محمود اپنی عالمگیر فتوحات اور شجاعت و اقبال کے سبب نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ وہ مسلمان تھا اور ہندوستان میں بت پرستوں کو خدا پرست بنائے آیا تھا۔ پس ہندوؤں کی

نگاہ میں محمود کا فاتح ہونا ہی باعث نفرت نہیں بلکہ اس نفرت کا اصل باعث اس کا مسلمان ہونا اور اشاعت اسلام کرنا ہے۔ سلطان محمود کا یہ اتنا بڑا ظلم ہے جسکو ہندو قیامت تک معاف نہیں کر سکتے۔ اس کے تفصیلی اسباب اور خارجی مؤثرات ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

ہم اور دیکھ آئے ہیں کہ خود راجہ جے پال سبکتگین کے ملک پر حملہ آور ہوا تھا اور جب ہلاکت کو یقینی دیکھ کر تو صلح کر لی۔ اور شیر اسلام کے پنجے سے یوں مخلصی حاصل کر لی۔ سبکتگین کے عہد تک جیپال کچھ دبا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد پھر ماسی کوڑی میں اُبال آیا اور مخالفانہ حرکات پر کمر باندھ لی۔ جب اس نے دیکھا کہ مسلمان حاکم باہم دست و گریبان ہیں تو راجہ جیپال نے گل پرزے سنبھالے۔ خراج دینا بند کر دیا اور شمالی حد و درپیش قدمی شروع کر دی۔

ہم دنیا کے مصنف مزاجوں سے پوچھتے ہیں کہ ایسے مشتبہ حالات میں سلطان محمود کیا کرتا؟ اور کسی مہذب گورنمنٹ کا کیا فرض تھا؟ کیا یہ کہ وہ خاموش دیکھتا رہتا۔ فتنہ کو بڑھنے دیتا۔

مکمل خلاصہ

۱۱ از جناب نواب صاحب غازی آباد گوردہا

پھر شان مسلمان کو احوالِ اکبر دے
آفاق گرج جائے جس رعد بلائی سے
پھر جسے ٹہپھاڑوں کی بنیاد بھلا ڈالیں
بیڑے کو جلا ڈالیں دریاؤں میں چاندین
روشن ہو دو کن سے پھر وہ چاند سی سلطانہ
پھر ساری کی فوجیں گوسوں سے نظر آئیں
سب طہین سا پھر دل میں توحید کا جذبہ ہو
پھر مسعود و بدائن سے مسجد میں خراج آئے
ہر مرد مسلمان کو بوبکر و عبیدہ کا کر
آواز دل پر خوں تا عرش پہونچ جائے

پھر تخت سلیمان دے پھر تخت سکندر دے
ان پست اذانوں میں وہ شور و شش محشر دے
پھر شیر کے پنجوں میں شہ زوری حیدر دے
طارق سانو گل دے سیبا کی باہر دے
خولہ سی جواں ہمت پھر قوم کو دختر دے
پھر بعد مکانی کے حائل نہ رہیں پر دے
پھر حق کی حمایت میں ہر پیر و جواں سر دے
درویشوں کی جھولی کو دیناروں سے بھر دے
بھٹی ہوئی اُمت کو پھر حُث بکیر دے
غازی کی دعاؤں کی جبریل کا شہر دے

شذرات

اچھوت بھائیوں کے نام پیغام محبت و مساوات { تاریخ عالم پر گہری ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوت بن کی لعنت دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت موجود رہی ہے۔ کوئی ملک اور کوئی قوم اس لعنت سے پاک نظر نہیں آتی۔ بالخصوص غلام آباد ہند میں تو اس لعنت نے انسانیت کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ گویا یہ بد قسمت ملک اچھوت بن کا منبع و ماخذ بن کر رہ گیا ہے۔ اس ملک میں جن اقوام کو اکثریت حاصل رہی انہوں نے ہمیشہ اپنی برعکس اقلیتوں اور کمزوروں کے گلے میں اچھوت بن کا جو اڈال کر انہیں غلام بنانے کی سعی کی۔ اور مختلف جیلوں بہانوں سے انہیں اپنے دام فریب میں مبتلا رکھنا چاہا۔ لیکن آخر کار کہاں تک زمانے نے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ہندوستان کے بد قسمت اچھوتوں کو بیدار کر دیا۔ اور ہندوؤں کے جو رسوم اور طبع کاریوں سے تنگ آکر آج اچھوتوں کے لیڈر ڈاکٹر امبیڈکار جیسے محقق اور پرمشہد انسان نے محسوس کیا ہے کہ ہندو دھرم سے وابستہ رہ کر اچھوت بن کی لعنت کو اپنے گلے کا کار رکھنا اپنے حق انسانیت کو خود اپنے ہاتھوں خاک میں ملا ہے۔ اس لئے انہیں بھی حق ہے کہ اس آزادی کے زمانہ میں ایسے مذہب کو اختیار کریں جو دین و دنیا میں انکی فلاح و نجات کا سبب ہو اور ان کو مساویانہ معاشرتی حقوق دے کر اپنا حقیقی بھائی تصور کرے۔

اس اعلان سے سناتن دھرمی ہندو تو بہت خوش ہیں کہ اچھوت بن کی لعنت پر ہی پرے رہے، ہمارے مندروں اور دھرم کو بھرپور نہ کرے مگر آری سماجی ایک پریشانی و اضطراب میں مبتلا ہو رہے ہیں کہ افسوس ہمارے سیاسی امیڈ بنی ملک میں مٹی جاتی ہیں اور سونے کی چڑیا ماری جاتی ہے۔ اس موقع پر بھگوان مہرجی دیوی پرانی بھول بھلیاں دکھا کر اچھوتوں کو اپنا آلہ کار اور اپنے گلے کا کار بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر انکی چالبازی اب زیادہ عرصہ تک انکو مغالطہ میں نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ وہ ہندو مذہب کی تمام خصوصیات و سمیت و مساوات شکن تغلیبات اور حیرانہ روایات سے ابھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ وہ ہندو مت کے بے سرو پا دلائل اور طفل تسلیوں پر کار بند ہو کر اور ہندو قومیت کا جزو بن کر عضو مطلق نہیں بننا چاہتے۔ ہندوؤں نے انکے ساتھ جو سلوک ہمیشہ روا رکھا ہے وہ انکو ابھی طرح یاد ہیں۔

ہم اپنے اچھوت بھائیوں تک اپنا یہ پیغام محبت و مساوات پہنچا دینا اپنا مذہبی اور جنس لاتی فرض سمجھتے ہیں کہ ہندو مذہب کی اساس ہی عدم مساوات پر ہے۔ وہ اسکے پیرو رہتے ہوئے قیامت تک بھی انسانیت کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ اگر وہ دین و دنیا میں فلاح و نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں انسانیت کے درجہ پر فائز ہونے

کے طلبکار ہیں اور حقیقی و عملی مساوات کے خواہشمند ہیں، تو وہ انکو ان خوش اسلام میں ہی اگر یہ چیزیں مل سکتی ہیں۔ کیونکہ مذہب اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہی یہ ہے کہ ہمیں ذات پات کی بندشیں اور اونچ نیچ کی تفریق مطلقاً نہیں۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جسکے پیروں کو رنگ، قومیت، امارت، دولت، علم، تمدن اور تہذیب کے نشہ میں آدمی کو آدمی سمجھنا نہیں بھول جائے وہ خدا کے کسی بندہ کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اسلام کی جمہوریت تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ اسلام کے دشمن بھی اسلامی مساوات کے معترف اور مداح ہیں۔ اسلام ہی تو ہے جس نے قومیت کے اثرات، تعصبات و تکبر اور نخوت و غرور کے بتوں کو پاش پاش کیا اور دنیا میں سب سے پہلے انسانیت کبریٰ کا بول بالا کیا۔

یہ ایک ناقابل الکار حقیقت ہے کہ دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم میں بھی حقیقی و عملی مساوات نہیں۔ اگر سب تو صرف اسلام میں۔ کون نہیں جانتا کہ اپنے مذہب کی تمام تعلیمات فراموش کر دیئے پر بھی مسلمانوں نے کم کے سبق مساوات کو کسی نہ کسی حد تک یاد رکھا ہے۔ ہمارا یہ پیغام کسی سیاسی پروپیگنڈہ کا جزو نہیں اور نہ محض دنیا کے دکھاوے کیلئے محض زبانی جمع خرچ ہے۔ بلکہ فی الحقیقت اس دردِ محبت پر مبنی ہے جو اسلامی تعلیمات نے ہر مسلمان کے دل میں رکھ دیا ہے۔ دردِ ستم رسیدہ اچھوت بھائیو! آؤ اسلام کے رحمت میں آؤ۔ تمہارا آخری سہارا اور تلو و ماویٰ صرف اسلام ہے۔ تمہیں حقیقی امن و راحت اور مساوات و انسانیت ہمیں مل سکتی ہے۔

شہابی مسجد لاہور میں ایک لاکھ فدا یان اسلام کا اجتماع { حسب اعلان امیر ملت مسلمانان لاہور نے نماز جمعہ شہابی مسجد میں

ادا کر کے جو ایمان افروز مظاہرہ کیا ہے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ اگرچہ مسلمان اپنی نثری آن بان اور قومی خصوصیات سب کچھ کھو چکے ہیں۔ لیکن ابھی ناموس تحفظ اسلام کے پاکیزہ جذبے ان کے سینے خالی نہیں ہوئے وہ اپنے معابد کی حمایت و حفاظت کیلئے زندہ ہیں وہ خدا کی راہ میں اپنی ہر چیز قربان کر دینا جانتے ہیں اور مسجد شہید گنج نے انکے قلوب کو مجروح کر دیا ہے۔

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں زندگی مثل بلال حبشی رکھتے ہیں

مسلمانوں کا عظیم الشان جلوس اور ایمان افروز مظاہرہ یادگار زمانہ رہے گا۔ کیونکہ یہ اجتماع اپنی اہمیت اور نوعیت کے لحاظ سے بے مثل تھا۔ مثلاً اس اجتماع عظیم میں حضرت امیر ملت کے علاوہ یو۔ پی اور پنجاب کے مقتدر مسلمان لیڈروں نے شرکت کی۔ لاہور کے قریب تمام اسلامی انجمنوں، کوروں اور جموں نے سبز نشان اور سبز ماٹوز کے ذریعہ نہایت شاندار طریق پر اپنے قلبی احساسات کا اظہار کیا اور ایک لاکھ

فدایان اسلام کا بحر مواج اس غلام آباد ہند میں پہلی مرتبہ مسلح نظر آیا۔

اس جلسہ میں مسلمان لیڈروں نے اپنی بصیرت افروز و حیات پرور تقریروں میں اپنی دانشمندی تدبیر عقل و دوراندیشی اور امن پسندی کا بے نظیر ثبوت دیا۔ پھر مسجد شہید گنج کی واکنداری نظربندوں کی رہائی اور اخبارات کی ضمانتوں کی واپسی کا پرزور آئینی مطالبہ کیا گیا۔ کیا حکومت کا فرض نہیں کہ وہ مسلمانوں کے اس عظیم الظہیر ضبط و تحمل مند برائے امتحان و آزمائش کے جواب میں اسکے جائز مطالبات کو جلد از جلد پورا کر دے؟ بہر حال مسلم لوگوں کی خدمت میں ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ مسجد کی واکنداری کیلئے متحدہ کوشش آئینی، جائز اور پر امن طریقہ پر کرتے رہیں اور کسی حالت میں بھی کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو مقتضیات امن و انصاف کے خلاف

-۵۶

اس مکار خود غرض اور مادہ پرست دنیا میں کمزور کا کوئی سچا حبشہ پراٹھی کی غاصبانہ دست برد { نہیں اور نہ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق۔ آج جو قوم مادی طاقت نہیں رکھتی اور اپنی حفاظت سے غافل ہے وہ حبشہ کی طرح آئوینا کر استعمار پرست درندوں کے سامنے ڈال دی جائے گی۔ اور جو دیو استعمار کو ہر طرح حق حاصل ہے کہ کمزوروں، عاجزوں اور غافلوں کو ہڑپ کر لے۔ آج دنیا کا دستور یہ ہے کہ غریب و در ماندہ قوموں کو گیس، گولوں اور گولیوں سے مار مار کر زبردستی مہذب بنایا جائے۔ خدا اس تہذیب سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

پیارے حبشہ کی اٹلی کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیلئے۔ گویا شیر اور بکری کا مقابلہ ہے۔ وہ تو کہو حبشہ اب تک اپنی جو انفرادی معزم و ثبات اور مہمت و استقلال کے سبب اٹلی کے مقابلہ میں ٹھیک رہا ہے۔ حبشہ کے مشہور مشہور مقامات ایڈی گرت، اوڈو واداکسم، ٹیگری اور میکالے پراٹھی کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اب اطالوی عساکر سنہالی لینڈ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ سنہالی لینڈ میں اطالوی طاقت کمزور ہے۔ بارش کی وجہ سے وبا بھی عام ہوتی جا رہی ہے۔ معلوم نہیں ناظرین تک ان سطور کے پہنچنے وقت جنگ کا کیا نقشہ ہو۔

حبشہ والے کہتے ہیں کہ اگر مصلحتوں نے اجازت دی تو ہم اطالوی فوجوں کو موقع دیں گے کہ وہ ایس بابا و حبشہ کا دارالسلطنت پر قبضہ کر لیں۔ لیکن اسکے بعد کیا ہوگا؟ حبشہ کے جوان، عورتیں، بوڑھے اور اٹھ سال تک کے بچے لاکھوں کی تعداد میں اپنے جنگلوں سے حملہ آور ہوں گے۔ اور دارالخلافہ میں اٹلی کی حسرتوں کا ایک مزار بنادینگے۔ حبشہ والوں کا یہ جذبہ آزادی اس قاتل ہے کہ دنیا کی غلام و کمزور قومیں اس سے سبق حاصل کریں۔ آپ جانتے ہیں حبشہ آج کیوں اٹلی کے رحم و کرم پر ہے؟ اور کیوں موت کے منہ میں جا رہا ہے؟ اسلئے کہ جمعیتہ الاقوام کے اثر و رسوخ پر بھروسہ کر کے کسی قسم کی جنگی تیاری نہیں کی اور گرگ باران دیدہ اٹلی جمعیتہ الاقوام کی حیثیت سے

ایسی طرح واقع تھا اور اپنی طاقت پر نازاں تھا۔ اس نے حبشہ کی عظمت سے فائدہ اٹھا کر جارجا نہ افراد میں جلد بازی سے کام لیا۔ اس سے کمزور قوموں کو سبق ملتا ہے کہ جو قومیں دوسروں پر اعتماد کر کے اپنی حفاظتی تدابیر سے غافل ہو جاتی ہیں وہ بچہ استعمار سے اپنے آپ کو کسی طرح نہیں بچا سکتیں، ان کا یہی حشر ہوا کرتا ہے جو آج حبشہ کا ہو رہا ہے۔ کاش حبشہ اٹلی کی جنگی تیاریوں کو دیکھتے ہی اپنی سرحدات کی حفاظت کا خاطر خواہ پہلے ہی سے بندوبست کر رکھتا۔ مگر اس غریب کو کیا معلوم تھا کہ کفن چوروں کی انجمن کو حبشہ کے معاملہ میں شرمناک ناکامی و نامرادی کا سامنا ہو گا۔ اس بین الاقوامی ادارے کی افادی حیثیت کا بھانڈا جینوا کے چوراہے میں پھوٹ جائیگا اور بین الاقوامی سیاسیات کی الجھنوں اور امن و صلح قائم رکھنے کی جدوجہد میں اس کا وجود و عدم دونوں برابر ہوں گے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں جگمگ لیں کھیت۔

اسلامی اخلاق کا ایک روشن ثبوت { آج دنیا میں ہر طرف اخلاق کی پکار ہے، صدق و معاملات کی ضرورت و اہمیت کا احساس کرتا جا رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اخلاق کا زندہ پیکر بنے اور اس کی روح بیقرار رہے کہ اس کی زندگی حسن و عس کی ایک زندہ مثال ہو۔ ہر جگہ بلند خیالی مساوات و رواداری اور ہمدردی انسان کی طلب ہے۔ مگر دنیا میں اخلاق و روحانیت سوائے اسلام کے اور کہاں ہے۔ اسلام میں اخلاقی زندگی کو انسانیت کا جو ہر قرار دیا گیا ہے۔ جناب رسالتؐ کی بعثت کا مقصد ہی تکمیل اخلاق تھا۔ اسلام دنیا میں انسان کو مکارم اخلاق کی انتہائی بلندیوں پر پہنچانے آیا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اقوام عالم میں عظمت و اخلاق پاکیزگی کی حیات اور حسن معاملات کا کامل ترین نمونہ ہوں۔ یہ اس پاکیزہ تعلیم کا اثر ہے کہ آج اگر مسلمانوں نے اپنی مذہبی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور وہ اپنی قومی خصوصیات کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ اب بھی دنیا کی تمام قوموں میں بہترین اخلاق کے مالک ہیں اور وہ احسان فراموش نہیں۔

مسلمانوں کے یوں تو دنیا کی تمام قوموں پر احسانات ہیں بالخصوص ہندوؤں اور سکھوں کا تو بال بال مسلمانوں کے احسانات سے بندھا ہوا ہے۔ درحقیقت مسلمان ہی ہیں جنہوں نے ہندوستان کی تہذیب و تمدن میں چار چاند لگائے اور اقوام ہند کو نشا سنگی و مدنیت کا راستہ بتلایا۔ مگر مسلمانوں کے احسان ہائے بیکران کا بدلہ ہمیں ہندوؤں اور سکھوں نے کیا دیا؟ اور سب باتوں کو جانے دیجئے۔ صرف حال کے واقعہ کو دیکھئے۔ سکھوں نے خانہ خدا کو منہدم کر کے ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا۔ اور ہندوؤں نے سکھوں کی پیٹھ ٹھونک کر ان کے زعموں پر نرنگ پاشی کی۔ گو یا ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے مذہب و اخلاق کی خود قہقہہ کی۔

ہندو پریس نے سکھوں کے فعل کی تعریف کی اور دیدہ و دانستہ اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ مسلمان کا مذہب اخلاق اور واداری امن پسندی اور مساوات کا مذہب ہے۔ اس لیے اس نے کسی غم کے مذہبی جذبات کو نہیں لگائے اور فضا بگاڑنے کی آج تک کوشش نہیں کی۔ مسلمان بااخلاق، صلح کل اور امن پسند ہے اور اسکی امن پسندی و خوش اخلاقی نے اقوام ہند پر ایک عظیم الشان فتح پائی ہے۔

مسلمانوں کے اخلاق کا ایک روشن ثبوت لاطیف فرمایئے۔ بادشاہ جہان نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کی ایک ہمتور جماعت کے ساتھ نیک سلوک کیا تھا جس کو آج تک مسلمانوں نے فراموش نہیں کیا۔ سلطان جہان کے ایک ذرا سے احسان کا عوض مسلمانوں نے اُسی وقت اُس سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر دیدیا تھا۔ اس طرح کہ حق پرستاروں اور اسلامی مجاہدوں نے اپنی آس پاس کی سلطنتوں کے تختے اُٹے۔ مگر جس کی طرف نظر اٹھا کر کچھ نہ دیکھا۔ باوجود اسکے مسلمان اب تک اس احسان کو یاد رکھے ہوئے ہیں۔ اور آج ساری دنیائے مسلمانوں کی اخلاقی تائید و حمایت جہان کے ساتھ ہے۔ واہ رے مسلمان عظمت اخلاق تیرا ہی شعار امتیاز ہے۔ تو نے دنیا والوں کو بتلادیا ہے کہ پاکیزہ اخلاق اسکو کہتے ہیں۔

مرزا صاحب کی ماموریت اور علامہ رشید الرضاؒ
مرزائیت کی بنیاد الحاد و زندقہ فتنہ و فساد و توجہ و تاویل جہات و نادانی کا مجموعی و بے بصیرتی، کھینچ تانی اور تقلید اعلیٰ پر قائم ہے، مرزائیت کیا ہے تو جہات و تاویلات اور بے بنیاد متفقہ دعاوی کا ایک طومار اور افادیل و باطل کا ذخیرہ۔ جب مرزائی مرزا صاحب کی ماموریت ثابت نہیں کر سکتے۔ اور چاروں طرف سے گھر جاتے ہیں تو پھر وہ مرزا صاحب کی ماموریت پر دوسرے نامی گرامی حضرات کے دست و پا بریدہ اقوال بطور شہادت کے لایا کرتے ہیں اور انکو بطور حجت پیش کر کے بغلیں سجایا کرتے ہیں۔

حال ہی میں مصر میں علامہ فہام رشید الرضاؒ کا انتقال ہوا ہے۔ آپ ایک بڑے پایہ کے عالم اور زبردست مبصر ملت تھے۔ اسلامی علوم و فنون کی عظیم الشان خدمت آپ نے سرانجام دی ہیں وہ یادگار زمانہ رہیں گی اس کے متعلق پادری محمد علی نے اپنے اخبار ”پیغام صلح“ مورخہ ۳ جولائی ۱۳۵۵ء میں اس بات کو بہت زیادہ اہمیت دی تھی کہ علامہ مصری نے مرزا صاحب کی تصنیفات سے استناد کیا ہے اور اتنی سی بات کو مرزا صاحب کی ماموریت کے متعلق ایک بہت بڑی شہادت کے طور پر پیش کیا ہے۔ انفضل نے تو یہاں تک زور مارا تھا کہ اتنی سی بات پر انکو مرزائی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ علامہ موصوف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے قائل نہ تھے۔ جیسا کہ بعض اور فلسفیوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس سے یہ تو نہیں سمجھا جاسکتا کہ علامہ موصوف قادیان کے خود ساختہ مسیح کی ماموریت کے جال میں پھنسے

ہوئے تھے۔ چنانچہ جناب محمد زکریا صاحب انصاری بغداد کا ایک مضمون روزنامہ "احسان" لاہور میں ۲۱ اکتوبر کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ضروری اقتباس ہدیہ ناظرین ہے۔ تاکہ مرزا یوں کے خدع و فریب کی حقیقت آشکار ہو جائے۔

مختلف بلاد اور مختلف زمانوں میں بہت سے لوگ ظاہر ہوئے جنہیں سے ہر ایک اس بات کا مدعی تھا کہ وہ ہدیہ منتظر ہے۔ اس نے اہل حکومت پر خروج کیا اور بہت سے بیٹکے اسکے پیرو ہو گئے۔ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا اور بالا خرچہ و نصرت فوج و کمال کی بدولت طاقتوروں کو ہوتی رہی اور بطلان جو آسمانی تائید اور خرق عادات کے توہمات میں مبتلا تھے تباہ و برباد ہو گئے۔

ایک ہندوستان میں ظاہر ہوا جس نے مسیح موعود ہو نیکا دعویٰ کیا۔ وہ شخص غلام احمد قادیانی تھا۔ جسکی بعض کتابوں سے ہم نے عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کے ہندوستان میں پناہ گیر ہونے کی خبر نقل کی ہے۔ اور یہ شخص اس بات پر اسلئے زور دیتا ہے کہ وہ اس سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرے۔ اس نے اپنی موت سے پہلے میرے پاس اپنی کتاب بھیجی تھی جس سے میں نے یہ عبارت نقل کی اور دیگر چند کتابیں بھی جنہیں اس نے اپنے متعلق دعاوی پیش کئے تھے۔ اسلئے میں نے "النار" میں اسکی تردید کی تو ایک اور خط میں آپ نے میری ہجو کر ڈالی اور میرے متعلق یہ پیشین گوئی کی کہ وہ شکست کھائے گا اور ناپید ہو جائیگا۔ اور اس نعم میں یہ وحی تھی جو اللہ جل علی کی طرف سے اس پر نازل ہوئی تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی شخص شکست کھا گیا اور مارا گیا۔

دیکھا آپ نے علامہ مصری نے مرزا صاحب کی ماموریت کی کیونکر ٹانگ توڑی ہے۔ مگر پادری محمد علی صاحب کا دجل و تمسیح بھی ملاحظہ ہو کہ اس بات کو اہمیت دیکر کیونکر اپنی ذلت و ناکامی کا ثبوت اپنے ہاتھوں پہنچا ہے۔ محمد علی صاحب اور الدحل کو شرم آنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کی جو تصدیحات روزنامہ "احسان" میں شائع ہوئی ہیں انکا مذکورہ بالا عنوان اس قابل ہے کہ مسلمان اسکا بغور مطالعہ کریں۔ مولانا فرماتے ہیں:-

یہ بات بھی بے حد قابل التفات ہے کہ نبی یا رسول چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے مبعوث ہوتا ہے لہذا وہ کسی انسان کے بنائے قانون کا مطیع اور کسی دنیوی حاکم کا فرمان بردار نہیں ہو سکتا۔ ورنہ وہ اپنا اولین فرض یعنی تبلیغ رسالت کیسے سرانجام دیکتا ہے اور بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ کی تعمیل آزادانہ کیسے کر سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ہمیشہ دنیوی حاکموں و فرمان رواؤں اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے تضادم ہوتا رہا ہے۔ اور

انہوں نے انسانی قوانین اور دنیوی حکومتوں کی اطاعت سے علانیہ انکار کیا ہے۔ یہ کفتر تسخر انگیز اور محکوم خیز تصور ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان اور عالم بشریت کی ہدایت و رہبری کے لئے مادی و رسول و نبی بنا کر بھیجا جائے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بروی نازل ہوا اور وہ انسانی قوانین کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم قرار دیکر سنت انبیاء کے خلاف دنیوی حکومت کی وفاداری میں مبالغہ سے کام لے۔ درآئی لیکر وہ نبی خود اپنے اور نازل ہونے والی وحی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا حکم نہ بنا سکا ہو کہ "اے میرے نبی" تجھ کو چاہئے کہ فلاں بادشاہ کے احکام یا فلاں حکومت کی رضامندی بہر حال مقدم قرودے، اور ہماری کسی وحی کی اشاعت اگر دنیوی گورنمنٹ کی منشا کے خلاف ہو تو اس وحی کی اشاعت روک دے اور عمال حکومت کو مطمئن کر لے کہ اسے جھک کر دستخط بھی کر دیا کرے گا۔

مرزائیوں سے ہمارا ایک مطالبہ {مقولان موصوف کی اس تقریر کی روشنی میں مسلمانان اسلامی تصور اور منصب رسالت کو کتنا ذلیل و رسوا کیا ہے اور اسلامی آزادی کی کتنی کھٹائی سے کمزور ٹی ہے۔ مرزائیت کا یہ ذلیل غلامانہ عنصر دنیا کیلئے ایک ایسی لعنت ہے جس کا جتنی جلدی قلع قمع کر دیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ ورنہ مرزائیت کا یہ جراثیمہ استبداد و غلامی کبھی نہ کبھی مسلمانوں کو لے ڈوبے گا۔

اب ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو انسانی قوانین، کی اطاعت و فرمان برداری کو اپنے اوپر لازم قرار دیا اور تمام عمر دنیوی حکومت اور استعماری مقاصد کی تائید و حمایت کی۔ تو یہ کسی وحی کی بنا پر کیا یا محض رازدروں پر وہ کی بنا پر؟ اگر اس قسم کی کوئی وحی کہ تو فلاں حکومت کی رضامندی کو بہر حال مقدم قرار دے، موجود ہے تو پیش کر دو ورنہ مرزائیت کی اپنے ہاتھوں قبر کھود کر مرزا صاحب نے تمہیں غلامی کی کچھڑ میں دھنسا کر تمہارا دین و ایمان اور عقل و فہم لوٹا ہے۔

ہے کوئی لاہوری یا قادیانی مرزائی جو ہمارے مطالبہ کو پورا کرے؟

جزیرۃ العرب پیچھے استعمار میں {رسول اللہ نے تو فرمایا تھا کہ عرب کو خدائے حکومت کے لئے بنایا ہے۔ مگر سلطان ابن سعود نے اس کو اقتصادی غلامی میں دیدیا حضور نے وصیت کی تھی کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ اس پر سلطان نے اس طرح عمل کیا کہ نصاریٰ کو سرزمین عرب پر مسلط کر دیا۔ آقائے نامدار نے فرمایا تھا کہ سرزمین حجاز میں دو

ورن جمع نہیں ہو سکتے۔ سلطان ابن سعود نے کہا ہو سکتے ہیں۔ مسلمانان عالم ابھی شریف حسین کی غدار لیا اور اسلام فروشوں کے ماتم ہی سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ سلطان ابن سعود کی بے تدبیری، ناواقفیت اندیشی اور نصاریٰ پرستی نے اسلامی اقتدار، بیڑی شان اور مرکز حیات کی کمرہا توڑ کر رکھ دی اور اپنی ہوشمندی کا جنازہ نکال کر مسلمانوں کو ایک اور ماتم کیلئے وقف کر دیا۔

تفصیل ان اجمال کی یہ ہے کہ سلطان ابن سعود نے حال ہی میں اپنی ان بوجھی اور ان سمجھی مصلحتوں کی بنا پر ایک انگریز کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور اُسے اجارہ، اختیار دیا ہے کہ وہ مملکت سعودیہ میں معدنیات کی تلاش اور معدنی دولت کے نکالنے کا انتظام و اہتمام کرے اور انہوں نے برطانی مشیروں پر اعتماد کر کے حجاز میں غیر ملکی نفوذ و اقتدار کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اخبارین حضرات اس معاہدہ کی تفصیلات سے اچھی طرح واقف ہیں۔

سلطان ابن سعود کے اس غیر بال اندیشانہ اقدام کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی کہ حجاز پر برطانیہ کا تسلط و اقتدار قائم ہو جائے گا۔ انگریزی تجارتی کمپنیوں نے جس ملک سے اس قسم کے تجارتی معاہدات کئے ہیں وہ بالآخر سیاسی اقتدار کے قیام کا باعث بن گئے ہیں۔ ہندوستان اسی طرح اگر یزوں کے ہاتھ آیا۔ سلطان نے عرب کا فلاس متول سے بدل دینے اور اپنی حکومت کی خوشحالی کا خواب نہیں دیکھا۔ بلکہ سر کی اقتدار کو دعوت دی ہے کہ وہ آئے اور حجاز کی آزادی کا لگا گھونٹ دے اور یہ اُس سلطان کا روشن کارنامہ ہے۔ جو کتاب وسنت کا سب سے بڑا حامی اور اسلامیت کا دعویدار ہے اور کل تک جسکی آزادی اور اسلام پروری کے گیت گائے جاتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ آخر سلطان اپنی سلطنت کے قیام اور خوشحالی کیلئے اور کیا کرتا؟ یہی کہ حجاز کی آزادی پر اپنی سلطنت، خوشحالی اور جان و مال سب کو قربان کر دیتا۔ ذلت کی خوشحالی سے عزت کا فلاس ہزار درجہ بہتر ہے۔ زندگی کیلئے صلہ میں ملا ہوا زہر کھانا کہاں کی عقلندی ہے۔ اس معاہدہ کے بغیر سلطان کی سلطنت مٹتی نہیں جاتی تھی جو اس نے اپنی مصلحت کیلئے حجاز کو بیخبر استعمار میں دیدیا۔ اگر سلطان کتاب وسنت کا سب سے بڑا حامی اور دعویدار تھا تو اس کے لئے صرف دو ہی راستے تھے۔ آزادی یا موت۔

سلطان ابن سعود کے حامی اخبارات کی مہانت فی الدین نے معاہدہ کرنا تھا۔ سو بہر حال کچھ بھی ہو سلطان کر لیا۔ آئندہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اسکی جانے بالا۔ مسلمانوں کی قسمت میں تو رولہے وہ تھوڑے دنوں اس معاہدہ پر رولیں گے اور یہ قصہ پرانا نا جا بیگا۔ مگر دے دے پر دونا تو یہ ہے کہ سلطان ابن سعود کے حامی اخبارات اس دستاویز

غلامی کی بھی حمایت کر کے مسلمانوں کے زخم پر نمک چھڑک رہے ہیں۔ اور آزادی و عقلندی کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ایک نئے لیڈر سے میں نے دوران ملاقات میں پوچھا کہ حضرت آپ کی اخبار کی یہ کیسی مہانت فی الدین ہے کہ وہ سالہا سال سلطان ابن سعود کی سرگرم حمایت کرتا رہا ہے مگر آج اس معاہدہ پر خاموش ہے؟ جواب ملا کہ ہم اگر اسکی مخالفت بھی کریں تو کیا بنتا ہے۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا سلطان جرمنی، روسی یا امریکن کمپنی سے معاہدہ نہیں کر سکتا تھا جو اس نے انگریزی کمپنی سے کیا؟ جواب ملا کہ وہ مجبور تھا کہ انگریزوں کے سوا کسی اور کمپنی پر نگاہ بھی نہ ڈالے۔ وہ مجبور تھا کہ انگریزی کمپنی سے ہی معاہدہ کرے اور وہ انگریزوں کے ہاتھوں میں بے دست و پا ہیں۔

اگر یہی بات ہے تو مسلمانوں کو ماتم کرنا چاہئے کہ سلطان ابن سعود کی حیثیت شاہ شطرنج جیسی ہے۔ سرزمین حجاز غیر ملکی اقتدار میں چلی گئی۔ مگر حیرانی ہے کہ یہی اخبار آج تک سلطان کی آزادی اور طاقت و اقتدار کے گریٹ گانا گاتا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے مقصود مسلمانان ہند کو مبتلائے فریب کرنا اور اپنے مدد و جوح کا حق نہنگ ادا کرنا تھا۔ درحقیقت یہی شخصیت پرستی ہے۔ جس نے ہمیشہ اسلامی اقتدار کا گلا گھونٹا اور باطل کو حق کا رنگ دیا۔

اسی ضمن میں کل میری نظر سے انقلاب کا پرچہ گذرا جس میں ابن اہل حدیث لاکل پور نے اہل انڈیا احرار کا فرنس سیا کوٹ کے پاس شدہ ریزولوشن حجاز پر اظہار نفرت کیا ہے۔ ہم مسلمانوں کو واضح کر دیتا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ جب شخصی میں مستغرق ہیں۔ انہیں آقلے نامدار کے ارشادات عالیہ اور ارض مقدس کی بے حرمتی کا کچھ بھی احساس نہیں۔

آہ انصاف دنیا سے رخصت ہوا۔ کیا یہی احرار نہیں تھے جو سلطان کے حافی اور اسکی تعریف و تہلیل لسانِ نغفے۔ کیونکہ اُس وقت اُس کے اعمال اچھے تھے اب برے ہیں۔ محض کسی شخص کی شخصیت کی پرستش خلاف عقل ہے۔

مسلمانوں کا کھول کر سن لو کہ تمہیں دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔ ہاں خود مسلمان ہی اس کو فنا کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو صرف مسلمانوں کا خوف ہونا چاہئے۔ ہماری طاقت و اقتدار کا سب سے بڑا دشمن خود مسلمان ہے۔ ہمیں غیروں سے نہیں بلکہ اپنوں نے کمزور کیا ہے۔ ہمیں غلامی کی زنجیروں میں غیروں نے نہیں بلکہ اپنوں نے جکڑا ہے۔ ہمیں غیروں سے شکایت نہیں۔ سرزمین حجاز کو خود ایک بڑے مسلمان نے بیچا ہے۔ اور یہ معاہدہ آج نہیں تو کل ضرور رنگ لائیگا۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نام * کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد
خداوند! ایک مسلمان دنیا میں اسی لئے زندہ رہ گئے ہیں کہ اغیار و اجانب کے رحم و کرم پر زندگی بسر کریں۔ اپنے ہاتھوں ذلت اور خطرات خریدیں۔ اپنی عربی آن بان کو بٹہ لگائیں۔ دل کھول کر حبیب حبیب کے ساتھ غداریاں اور ہوفائیاں کریں۔ اپنی رگ حیات آپ کاٹیں۔ اور عرب پر غیر ملکی اقتدار قائم ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

خدا کے قدوس! ہماری قسمت میں چاروں طرف سے رونما ہی رونما اور غلامی ہی غلامی ہے تو ہمیں اس زندگی سے موت دیدے۔ ہم اس ناپاک دنیا میں نہیں رہنا چاہتے جس میں تیرے گھر تک بھی اغیار کا نفوذ و اقتدار پہنچ جائے۔ اگر ہمیں ہماری ہا فرمایوں کی سزائی دینی ہے تو ایک دم دہشتے فنا کر کے تاکہ ہم سر زمین حجاز میں مغربی تہذیب کی لعنتیں نہ دیکھیں۔

شکوہ یاراں

ہم اپنے بعض معاونین کے امدادوں میں ثبات و استقلال و عزم کا فقدان عرصہ سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ حزب الانصار کی جماعت کا قیام جن احباب کے مخلصانہ مشوروں کی بنا پر عمل میں آیا تھا۔ آج انکی بے توجہی ہمارے لئے باعث تشویش ہے۔ حزب الانصار کے تمام اداروں کا بار ایک شخص کے کندھوں پر ڈال دینا انصاف سے بعید ہے۔ خدا کا ایک عاجز و ناتواں بندہ افکار و حوادث کے مجوم اور طوفانی موجوں کے تعمیر و تخریب کا مقابلہ کر کے کیلئے تنہا کارزار کفر دین میں اعلاٰ حکمتہ اللہ کیلئے مصروف عمل ہے۔ رفقاء کے کار کے قدموں میں لغزش نمایاں ہو رہی ہے۔ ایسے نازک وقت میں رفاقت کا فرض ادا نہ کرنے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے کام لیں۔ ہم اپنے جملہ احباب کو حزب الانصار کی امداد کی طرف توجہ دلاتے ہیں خصوصاً خادم ملت مولانا بابر قطبی شاہ صاحب و اعظما السلام جو اپنے آپ کو رضا کار حزب الانصار کہلانا پسند کرتے ہیں! ہماری اس صدا پر خاص توجہ فرمائیں۔ مولانا ممدوح کی سحر بیانی و قادر الکلامی کا سکہ ہر مخالف و موافق تسلیم کر چکا ہے۔ آپ کے مساجی جمید سے کئی لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ رفض و بدعت کے جراثیم کیلئے آپ کی تقاریر سم قاتل ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ حزب الانصار کے زبردست حامیوں میں سے ہیں۔ ہمیں آپ کی شجاعت و دلیری و استقلال کا بھی اعتراف ہے۔ آپ کے خلاف غیر مسلموں اور شیعوں نے کئی فتنے برپائے۔ آپ ہر طرح طرح کے الزامات تراش گئے۔ مگر آپ کی تبلیغی مساعی میں کوئی فرق نہ آیا۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ حزب الانصار کی عملی اعانت کی طرف سے آج تک آپ نے سخت بے توجہی سے کام لیا ہے۔ جریدہ شمس السلام کی اعانت و توسیع اشاعت میں

مجی کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور عمدہ سے قلمی اعانت سے دست کش ہیں۔ ہمیں اپنے محترم بھائی سے اس امر کی زبردست شکایت ہے۔

دارالعلوم عزیز میں رمضان المبارک کی وجہ سے تعطیلات ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ ۵ ر شوال سے دارالعلوم کا افتتاح نئے شان و اہتمام کے ساتھ ہو گا۔ تدریس کیلئے مولانا عبد الحمید صاحب فاضل کوٹھیالوی کے علاوہ علامہ رحمت اللہ صاحب (ارشاد جامعی)۔ مولانا فتح محمد صاحب مولوی فاضل و علامہ (جامعی) کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔ مولوی فاضل کلاس کا بھی داخلہ ۵ ر شوال سے شروع ہو گا۔ جمیع یارانِ طریقت و معاونین کا فرض ہے کہ عظیم الشان ادارہ کو قائم رکھنے کیلئے اس کے بانی کی ہر قسم کی حوصلہ افزائی کریں۔

نقد و تبصرہ

”مرزا اور محمدی سیکم“ یہ مختصر سارسال بطرز سوال و جواب مولانا محمد صادق صاحب معلم ثانی جامعہ عباسیہ کی محنت و عمر قریبی کا نتیجہ ہے۔ اسمیں فاضل مصنف نے جس لطافت سے کام لیا ہے وہ قابلِ داد ہے۔ اسمیں کمال یہ ہے کہ جواب میں اپنی طرف سے ایک لفظ نہیں کہا گیا۔ سب مرزا صاحب کی اپنی عبارت سے حوالہ درج ہے۔ حجم ساٹھ صفحہ قیمت ار فی نسخہ بہاولپور شہر محلہ مورید روازہ۔ مولانا ابوالعباس محمد صادق صاحب نعمانی معلم ثانی جامعہ عباسیہ کے ہاں سے مل سکتا ہے۔

”معارف الکتاب المبین فی فضائل سید المرسلین“ یہ کتاب جناب شیخ غلام حیدر صاحب ریٹائرڈ مصنف معارف القرآن و کشف الاسرار وغیرہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اسمیں آقائے نامدار فخر موجودات باعث ایجاد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ قرآن مقدس کی روش سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ تالیف اپنی نظیر آپ ہی رکھتی ہے۔ طباعت و کتاب نہایت اعلیٰ دیدہ زیب حجم ۹۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے۔ ۸۔ ملنے کا پتہ: کتب خانہ انصار یہ جالندھر شہر۔

”ختم نبوت“ یہ رسالہ پاکٹ سائز جناب یوسف سلیم صاحب چشتی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ اس میں قرآن مجید حدیث شریف اجماع امت عقل سلیم کی روشنی میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔ منکرین ختم نبوت کے لئے ایک مسکت جواب ہے۔ پیکو لیٹڈ لاہور کی مطبوعہ ہے۔ طباعت عمدہ و اعلیٰ حجم ۳۸ صفحہ قیمت ۲۲ ملنے کا پتہ: پیکو آرٹ پریس موجید روازہ لاہور۔

عقل اور مذہب

صوفی ہستی کے کسی فرد بشر کو اس میں کلام گنجائش نہیں کہ عقل ایک قوت یا ملک کا نام ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ جس طرح باقی قوائے انسانی محدود طاقت رکھتے ہیں جیسے قوت مبصرہ جہاں تک کہ وہ دیکھ سکتی ہے دیکھتی ہے۔ اندھیرے میں کام نہیں کر سکتی۔ اس کا شعاع تاریکی جیسے مشکلات کو حل نہیں کر سکتا۔ یا جیسے قوت سامعہ کو ایک میل سے سنائی نہیں دیتا۔ یا جیسے قوت شامہ زیادہ فاصلہ یاد و سکر مشاغل کے باعث کام نہیں کر سکتی بالکل ہی اس طرح عقل کی ایک قوت ہے جو اپنے منہما تک کام کرتی ہے۔ جس حد تک عقل کا تعلق ہے۔ وہاں تک وہ فائدہ رساں ہے۔ اور پھر جس طرح کہ باقی قوائے بشری مقدار اور کیفیت کے لحاظ سے ہر شخص کی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح عقل میں بھی انسانی افراد کے درمیان مساوات نہیں۔ بلکہ اختلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور باقی تمام عالم میں طرہ امتیاز صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ خدائے قدوس کی جانب سے خبر یا کردار احکام فرماتے ہیں جیسے آیتہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّهِ يُوحِي - میرے اس نظریہ کی شاہد عدل ہے۔ لہٰذا ہر فعل و قول کا ذمہ دار خدائے قدوس ہوتا ہے۔

اس لئے جو احکام وہ صادر فرماتے ہیں حقیقتاً انہیں بہت بڑا اہم فلسفہ مضمر ہوتا ہے۔ کوئی بات بغیر فلسفہ کے نہیں ہوتی۔ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولوغ الکلب فی الانار جس وقت کہ کسی برتن میں منہ ڈال دے، میں برتن کے متعلق متعدد بار دھوئے کے بعد منبر یا یا کہ اسکو مٹی سے صاف کیا جائے۔ یہ ایک ایسا حکم ہے کہ دوسرے تمام احکام سے متعارف ہے۔ لیکن جدید تحقیق سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ کتے کے لعاب میں ایک خاص نوعیت کا زہر ہوتا ہے۔ جسکا اثر شورہ کے بغیر دفع ہونا مشکل ہے۔ اور زمین کے جز میں شورہ کی جزو موجود ہے۔ اس لئے اس رسول الثقلمین فداء الہی والی نے حکم دیا کہ آخری بار مٹی سے دھویا جائے تاکہ ازالہ زہر کا یقین و اطمینان ہو جائے۔

اب اس مذکورہ مسئلہ کو جو شخص خلاف عقل بتائے تو ذوق سلیم رکھنے والے اصحاب اسے یا جاہل اور یا متعصب کہیں گے۔ اس لئے کہ یا تو اس کا عقل کثرت جہل کے باعث جاتا رہا اور یا اس کے آنکھوں پر تعصب کی بٹی بندھی ہے جس سے کہ اسے حقائق و الاشیاء سے جہل ہے۔

تو اب موجودہ صورت میں اس اسلامی حکم کے اندر نہ صرف فلسفہ موجود تھا بلکہ ایک اہم فلسفہ

مضمون تھا۔

اسلئے جو لوگ سائنس یا عقل کی وجہ سے احکام اسلام کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ حقیقت میں وہ غلطی پر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے اس کا پہلے ہی سے قلع قمع فرما دیا تھا اور واضح کر دیا تھا کہ عقلی انسانی ناقص ہے کامل نہیں۔ پھر ناقص اپنے نقص کے باوجود کامل کے احکام پر نکتہ چینی کر کے عامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ معارف الہیہ پر نگاہ ہو سکے۔ اس سے صرف عرفا جو محلول عالیہ رکھتے ہیں نوازے جاسکتے ہیں جیسا کہ میرے اس دعویٰ کا ثبوت حدیث کی کتابوں سے ملے۔ چنانچہ ایک اثر میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب کے وقت ٹہلے ٹہلے تشریف لے گئے۔ مرتب اول حضرت صدیق کو دیکھا کہ وہ قرآن مجید کو نہایت آہستہ آواز سے تلاوت فرما رہے ہیں۔ دریافت کیا کہ کیوں آہستہ پڑھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت فداک ابی و امی یا رسول اپنے مالک کے خشوع و خضوع سے سن رہا ہوں۔ اس کے بعد آگے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت فاروق کو نہایت ہی زور سے تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا۔ سوال فرمایا کہ کیوں اتنے زور سے پڑھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ میں اس آواز سے شیطان کو جھگانا ہوں۔ آپ نے حضرت صدیق سے فرمایا کہ اپنی آواز کو ادب بجا کرو۔ اور حضرت فاروق سے فرمایا کہ اپنی آواز کو پست کرو۔ اسمیں لفظ یہی تھا کہ انہوں نے فلسفہ پیش کیا تھا یعنی مذہب میں عقل کو دخل دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت حجۃ الودع کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت سوال فرمایا تھا کہ کوئی سادہ ہے تو تمام صحابہ نے عرض کی کہ اللہ و رسولہ اعلم ر خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ نے مہینہ اور سال کے متعلق دریافت فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہی الفاظ عرض کئے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ حج کے دن اور مہینہ سے صحابہ کرام ناواقف ہوں۔ مگر حقیقتاً وہ اتنا دخل بھی نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس تمام مضمون سے صاف صاف واضح ہے کہ عقل کو مذہب میں دخل نہیں دینا چاہئے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

حزب انصار کی چھٹی سالانہ عظیم الشان کانفرنس

حزب انصار کا چھٹا سالانہ عظیم الشان جلسہ بمقام جامع مسجد بحیرہ۔ مورخہ ۱۴-۱۸-۱۹ جنوری ۱۹۳۷ء مطابق ۲۱-۲۲-۲۳ شوال المکرم ۱۳۵۴ھ موافق ۴-۵-۱۹۹۲ء بمکرمی۔ بروز جمعہ و ہفتہ و اتوار منعقد ہوگا۔ جس میں ملک بھر کے نامور علمائے کرام صوفیائے عظام مشائخ و اکابر شریک ہوں گے۔ شمالی پنجاب کے اس عظیم الشان اجتماع کے دیکھنے کے لئے ہزار ہا شاائقین منتظر رہتے ہیں۔ قارئین الن تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔

(مبصر)

فَهِتَ الَّذِي كَفَرُ

حضرت قلا سجادہ نشین صاحب سیال شریف مدظلہ العالی نے لاہور کے بازاروں میں عیسائیوں کا ایک اشتہار تقسیم ہونے دیکر مندرجہ ذیل پوسٹر طبع کرنا کر تمام لاہور میں تقسیم کرایا۔ عیسائی بیہوش رہ گئے۔ ہم بھی تبرکاً اسکو درج رسا کرتے ہیں۔ (مدیر)

اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں ہو۔

کل ایک اشتہار بعنوان ”یسوع مسیح کی اپنی بابت گواہی“ تقسیم ہوتا ہوا دیکھا گیا جو پنجاب راجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں عیسائیت کی اشاعت تھی اور انجیل وغیرہ کے حوالہ دیکر عیسائیت کے اصول عقائد کے پیش مندرجہ کئے گئے ہیں۔ یہ عیسائیت کی طرف دعوت دینے والے ذرا اپنی کتب مقدسہ کی پوزیشن ملاحظہ فرما کر اپنے گھر کی اصلاح کریں صبح

آنکس کہ خود گم است کرار ہستی کند

مندرجہ ذیل حوالہ جات بطور مثبت از خود اسے سمجھداروں کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔

اگر درخانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

تناقض

(۱) اگرچہ میں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں کو جاتا ہوں۔ (یوحنا ۱۱: ۱۱)

(۱) اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں ہے ایک اور ہے جو میری گواہی دیتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ میری گواہی جو وہ دیتا ہے سچی ہے (یوحنا ۱۱: ۱۱)

(۲) یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین میں نہ جائیں ایک لفظ یا ایک شے تورات سے ہرگز نہ ٹیگے۔ پس جو کوئی ان چوٹے سے چوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور ایسے ہی لوگوں کو تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سے چھوٹا کھلا ٹیگا دیتی ہے (متی ۵: ۱۷-۱۸)

(۲) عرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہو گیا (عبرانیوں ۷: ۱۸)

- (۳) وہ بولے موسیٰ نے تو اجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں (مرقس ۱۰)
- (۴) مگر یسوع نے ان سے کہا کہ اُس نے تمہاری سخت دلی کے سبب یہ حکم لکھا تھا لیکن خلقت کے شروع سے اُس نے انہیں مرد اور عورت بنا یا اس سبب سے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا (مرقس ۱۰) (تو زنت کے طلاق کے زبردستی حکم کو منسوخ کیا جا رہا ہے جسکی تعزیر مذکور کی ہے)
- (۵) مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی لکھوئی پر لٹکا یا گناہ دہ لعنتی ہے (گلگیتوں ۳)
- (۶) بس میں تمہیں جتنا ہوا کہ جو کوئی خدا کی روح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے (اکر تھیوں ۲۰)
- (۷) عیسائیوں کی کتابیں مسیح کو لعنتی کہتی ہیں خدا کی روح کی ہدایت سے نہیں بولتیں)
- (۸) ایضاً جو اپنے خدا کو لعنتی کہے وہ اپنے گناہ آپ اٹھائے (احبار ۲۴)
- (۹) عیسائی جو اپنے خداوند یسوع کو کلڑی پر لٹکا ہوا مان کر لعنتی ثابت کرتے ہیں اپنے گناہ آپ اٹھائیں گے)
- (۱۰) خدا آدم زاد نہیں کہ پشیمان ہو یا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے (گنتی ۲۳)
- (۱۱) خدا انسان کو پیدا کر کے پھینکا یا اور دگیر ہوا (پیدائش ۲)
- (۱۲) اس پھینکانے سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا آدم زاد ہے)
- (۱۳) ایضاً کیونکہ میں انکے بنانے سے پھینکتا ہوں (پیدائش ۲)
- (۱۴) اخذ یاہ بائیس برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا (۲ سلاطین ۳۵)
- (۱۵) اخذ یاہ بیالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا (تاریخ ۳۲)
- (۱۶) یہوکیں آٹھ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا (۲ تاریخ ۳۴)
- (۱۷) یہوکیں جب تخت پر بیٹھا ۱۸ برس کا تھا (۲ سلاطین ۲۴)
- (۱۸) خدا ہی کرنے سے پھینکا یا (۲ سمیوئیل ۲۴)
- (۱۹) خدا آدم زاد نہیں جو پھینکا دے (گنتی ۲۳)
- (۲۰) باپ دادا کی بدکاری کا بدلہ انکی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک لیتا ہوں (استثنا ۵)
- (۲۱) اولاد کے بدلہ باپ دادا کے نہ جائیں نہ باپ دادوں کے بدلہ اولاد قتل کی جاوے (استثنا ۲۲)
- (۲۲) اسرائیل کی بیٹیوں میں کوئی فاحشہ ہونا اسرائیل کے بیٹوں میں کوئی گانڈو ہو تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کتے کی قیمت کسی مذمت کے لئے خداوند اپنے خدا کے گھر میں داخل نہ کرنا خداوند تیل خداوند دھواں سے نفرت کرتا

ہے (استغفار ۲۳/۱۸۹۱۷)

(۱۰) کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہو گا کہ خداوند صور کی خبر لینے آئیگا اور وہ پھر خرچی کیلئے جائیگی اور روئے زمین پر کی ساری مملکتوں سے زنا کاری کرے گی لیکن اسکی تجارت اور اسکی خرچی خداوند کیلئے مقدس ہوگی اس کا مال ذخیرہ نہ کیا جائے گا اور نہ رکھو چڑا جائیگا بلکہ اسکی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہو گا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کر سیریں اور نفیس پوشاک پہنیں (یسعیاہ ۲۳/۱۸۹۱۷)

(۱۱) میں تو رہو کر دنیا میں آیا ہوں تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے (یوحنا ۱۲/۱۸۹۱۷)

(۱۱) وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکہ پاک ٹھیرے (ایوب ۲۵/۱۸۹۱۷)

(۱۲) میں اور باپ ایک ہیں (یوحنا ۱۲/۱۸۹۱۷)

(۱۲) اپنے قاتل کے آگے مقبول خدا نہیں ہو سکتا (حزقیل ۲۸/۱۸۹۱۷)

(۱۳) راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا (یوحنا ۱۴/۱۸۹۱۷)

(۱۳) اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھجا

گیا (متی ۱۵/۱۸۹۱۷) ایسا کہتی ہو (ایسا) ایسا (ایوب ۱۵/۱۸۹۱۷)

(۱۴) باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت

کریں (یوحنا ۱۵/۱۸۹۱۷)

(۱۴) کیا خدا کی تسلیاں تیرے نزدیک حقیر ہیں اور علامت کی وہ باتیں جو تجھ سے کہی گئیں تیرا دل تجھے کیوں لئے جانتا ہے اور تیری آنکھیں کس چیز پر چسکتی ہیں کہ تو اپنی رُوح کو خدا کے مقابل کرتا ہے اور اپنے مزے سے ایسی باتیں نکالتا ہے انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھیرے (ایوب ۱۵/۱۸۹۱۷)

تنبیہ

افسوس کہ تم تری اور خشکی کا دورہ اس لئے کرتے ہو کہ ایک کو اپنے دین میں لاؤ اور جب وہ آچکے تو اپنے

سے دُونا اسے جہنم کا فرزند بناؤ (متی ۲۳/۱۸۹۱۷)

ساری باتوں کا امتحان کرو بہتر کو اختیار کرو۔ (متسلکیوں ۵/۱۸۹۱۷)

فقیر قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

استفسارات

نوٹ :- ۱، ہر خریدار ہر ماہ ایک سوال دے کر سکتے ہیں۔

۲، علمائے کرام و اطباء خلقِ خدا کی رہنمائی کے لئے اپنی تحقیق سے مطلع فرمایا کریں۔ (دوبارہ)

۱، کیا اسلام کے تہتر (۳۷) فرقوں میں سے کچھ فرقے مذاہبِ باطلہ کی مانند جہنم میں رہیں گے؟ اور جنتی فرقوں کا کیا نام ہے؟

۲، کیا اسلام میں حب و نسب کا امتیاز ہے۔ یا کسی قوم کو کسی پر فضیلت ہے؟

۳، کیا یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر اللہ کے نور سے ہیں۔ تو پھر محمد اللہ کا جنم و پھیر ہے۔

۴، کیا زید و شمر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ ابدی جہنمی ہیں؟

۵، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کے مرتکب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

۶، شیعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مروان کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے مدینہ میں اپنی خلافت کے زمانہ میں بلا لیا۔ اس کا کیا جواب ہے؟ (احمد الدین)

۷، میرزا ثانی پوچھتے ہیں۔ کہ اس صدی کا مجدد کون ہے؟

حادثہ ارتحال

ہم دلی رنج و الم کے ساتھ ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ ہمارے رفیق کار مولوی سید ذریا الحق صاحب میٹھی قادری کے گھر وضعِ محل ہوا۔ اسی مرض کے دوران میں آپ کی رفیقہ حیات کا انتقال ہو گیا۔ اور چند دنوں کے بعد ہی وہ نہ ہال بچہ بھی راہی عدم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر آنکہ زادِ بناچار بایدیش نوشید۔ زبّانِ دہرے کل من علیہا فان

خداے قدوس مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو توفیقِ صبر و تحمل عطا فرمائے۔

اس حادثہ فاجعہ کے باعث ہمارے رفیق کار مجددِ اہم سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اب وہ مستقل طور پر غازی آباد میں خدمتِ اسلام کا فرض بجالا رہے ہیں۔ ہمیں سید صاحب کے دیرینہ تعلقات اور سببِ ترقی قطعاً امید ہے کہ وہ وہاں بھی مجلس خیر الانصار کو کئی وقت فراموش نہیں کریں گے۔ اللہ کی جتنی اعانت ممکن ہوگی کریں گے داد و تحسین

ضروری اطلاع : ناظرین نوٹ کر لیں :- اسی مندرجہ بالا حادثہ فاجعہ کے باعث ہمارا تبلیغ نمبر اور قرآن مجید تبلیغ نہیں ہوگا۔ اسے قارئین سے اس بات کی محنت طلب کرتے ہیں (۱۱ مارچ)

د سلسلہ اشاعت گذشتہ

سوال نمبر ۲۲ وفات کے موقع پر جب تفریت کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ تو فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں کیا جائز ہے؟ اس کی سند ارشاد ہو۔ کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کبھی ایسا ہوا ہے؟

جواب :- ہاں جائز بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ فاتحہ میں میت کے لئے دعائے مغفرت اور پانچ گان کے لئے دعائے صبر و استحقاق اجری جاتی ہے۔ اور جو دعا خارج نماز کی جائے۔ اس میں ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں جیسا کہ حصین میں ہے۔ اباب الدعاء بسط الیدین ت مس و رفعهما یعنی دعا کے آداب میں دونوں ہاتھوں کا پھیلا کر اٹھانا ہے۔ اور شکوۃ شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے۔ اذا سأل القدر اللہ فاسئلوا ببطون الکفکم۔ یعنی جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تو ہاتھوں کی پھیلیاں اٹھا کر سوال کرو۔ اور نیز شکوۃ شریف میں حدیث وارد ہے۔ ان دیکم حیٰ کما ید لیساتی من عبدہ اذا رفع ید ید الیہ ان یدہ صفر۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ شرم اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اس بات سے شرم کرتا ہے۔ کہ جب کوئی بندہ اس کی جناب میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ تو اس کو خالی پھیر دے۔ اب احادیث قولیہ کے ہوتے ہوئے دیگر فعلیہ کے انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ فعلیہ میں احتمال اختصاص وغیرہ موجود اور قولیہ تمام احتمالات کے تطرق سے مبرا اور عام اپنے عموم میں قطعی الدلالتہ اور تخصیص بلا تخصص شرعاً و عرفاً ممنوع۔ اسی بنا پر مولانا محمد اسحاق صاحب مسائلربعین مسئلہ سی و دوم کے جواب میں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ لکھتے ہیں۔ اما دست برداشتن برائے دعا وقت تفریت ظاہر اجاز است۔ زیرا کہ در حدیث رفع یدین در دعا مطلقاً ثابت شدہ پس میں وقت ہم مضائقہ ندارد لیکن تخصیص اس برائے دعا وقت تفریت ماثوریت۔ مستحب۔ دیکھتے یہ بات تسلیم کر کے کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہیں۔ احادیث کے عموم کو دیکھ کر جواز و عدم مضائقہ کا حکم دے دیا۔ کیونکہ یہ بھی صواب ہے۔ اور دعائیں ہاتھ اٹھانے کا عمومی حکم آچکا ہے۔ انیسویں ان لوگوں کی جرات و گستاخی پر ہے۔ کہ اس ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنے کو بدعت سیئہ یا رسم ہنود قرار دیکر لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ جس چیز کا ماخذ احادیث صحیحہ ہوں اس کو بدعت سیئہ یا رسم ہنود قرار دینا انہیں با انصاف لوگوں کا کام ہے۔ علاوہ بریں اثر ابن مسعود رضی عنہما پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ مارا کہ المؤمنون حسنات فم عند اللہ حسن بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ واللہ اعلم

سوال نمبر ۲۳ قرآن کریم کا سنا اور پڑھنا اور بطور تہذیب لکھ کر دنیا اور اس پر کچھ مہربہ وصول کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اور کیا ایسا مہربہ کھانا جائز ہے؟

جواب۔ قرآن شریف کا سنانا اور پڑھنا اور تہذیب لکھ کر دینا یہ سب جائز بلکہ باعث ثواب ہیں۔ سنانے اور پڑھنے کے فضائل میں ہزار ہا احادیث صحیحہ موجود۔ جو کسی کو تنگ و نزو کی گنجائش نہیں۔ اور تہذیب لکھ کر دینے کے جواز پر بھی فقہاء کی تصریح موجود۔ شامی جلد ۱۰ کتاب الحضر والا باضہ ص ۲۲ میں ہے۔ ولا باس بالماذا اذا کتب فیہا القرآن انا سماء اللہ تعالیٰ۔ انتہی۔ یعنی جس تہذیب کو قرآن شریف یا اسماء الہی سے لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر لکھتے۔ وانا تکرر الحروف اذا کانت لعیل لسان العرب ولا یدعی ماہو وعلہ ین خلد سحر او کفر او غیر ذلک واما ما کان من القرآن او شے من الدعوات فلا باس بہ یعنی وہ تہذیب مکروہ ہے جو اسواری زبان سے ہو۔ اور اس کے معانی معلوم نہ ہوں۔ کیونکہ اس میں جادو یا کفر وغیرہ ہو سکتا ہے۔ جو تہذیب قرآن شریف و دعوات سے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یہاں اس سنانے یا پڑھنے یا تہذیب لکھ دینے پر مدد وصول کرنا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کا پڑھنا اور پڑھنا عبادت ہے۔ تو چونکہ عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔ اس لئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھنے پر اجرت لینے کو حرام قرار دیا ہے لیکن متاخرین کا فتویٰ فقہ و قرآن شریف کے پڑھنے کے جواز پر ہے۔ جیسا کہ درمختار کتاب الاچارہ میں ہے۔ ولا لاجل الطاعات مثل الاذان والحج والامامة وتعليم القرآن والفقه ویفتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان۔ اس کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں۔ قال فی الہدایۃ وبعض مشائخنا استعملوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم مظهر المتوفی فی الامور الدینیۃ فی الامتناع تضحیح حفظ القرآن۔ انتہی وعلیہ الفتویٰ۔ اور تہذیب کی اجرت بالاتفاق جائز ہے۔ خواہ لکھ کر دیے جائیں۔ یا ویسے پڑھ کر دم کیا جائے۔ اس کی سند وہ حدیث ہے جس کو بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک صحابی نے ایک مار گزیدہ کو سورۃ فاتحہ سے دم کیا۔ اور دم کرنے سے پہلے اس کی اجرت میں بکریاں مقرر کر لی تھیں جب اچھا ہوا تو اس نے وہ مقرر شدہ بکریاں وصول کر لیں۔ پھر حضور کی جناب میں آکر عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ ان احق ما اخذتم علیہ اجر کتاب اللہ پھر آپ نے بھی ان بکریوں میں حصہ لے لیا۔ اور دوسری حدیث جس کو امام احمد ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی نے ایک مجنون کو سورۃ فاتحہ سے دم کیا۔ جب صحت یاب ہو گیا تو اس نے کچھ مدد پیش کیا۔ اس صحابی نے بغیر اجازت حضور کے اس کے لینے سے انکار کیا۔ پھر آکر جناب میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا۔ کھاؤ حق حلال ہے۔ لفظ حضور کے یہ ہیں۔ کل فاحمری لمن اکل برقیۃ باطلۃ فقد اکل برقیۃ حق۔ جب صرف دم کرنے کی اجرت حلال ہوئی۔ تو لکھ کر دینا جس میں نسبتاً زیادہ تکلیف ہے۔ اس کی اجرت لینا بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

سوامی دیانند اور ستیا رتھ پرکاش

(ایک حق پسند نو مسلم کے قلم سے)

سوامی دیانند آریہ سماج کا بانی تھا۔ وہ ہائیت عقلمند اور اپنی قوم کا ہمدرد تھا۔ اس نے ہندوؤں کے تباہی کے اسباب پر غور کیا۔ اس نے معلوم کیا کہ ہندوؤں کا دھرم بالکل بناوٹی ہے۔ اس نے ساری کتابوں کی جانچ پڑتال کی۔ تو وہیم پرستی، شرک اور فضولیات سے بھرے ہوئے پائے۔ اس نے ان کتابوں کا انکار کیا۔ باقی ویدوں ہی کچھ کئے سمجھنے والے بالکل قلیل تعداد میں ہیں۔ تاویلات کر کے اپنا مطلب حاصل کیا اگر دوسری کتب بھی وید قرار دی جائیں۔ تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اول اس نے جانچ کی۔ کہ مذہب میں کون سی اچھی باتیں ہیں جن پر ہماری ذاتی (قوم) موبت ہے۔ اس نے ویدوں کے غیر دوسری کتابوں کو جعلی قرار دیا۔ اور برہمنوں کی تصانیف بتلایا۔ اس نے جو دیکھا کہ مسلمان ایک خدا کے ماننے والوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور پھوٹ پھات سے نفرت نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے سوامی نے کہا۔ کہ ذات پات ہے ہی نہیں۔ اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی وحدانیت بالکل پوری ہے۔ اور وہ موحد ہیں کہ اس نے یہ عقیدہ بھی چرایا۔ اور دعویٰ کرنے لگا۔ کہ ویدوں نے بھی ایک خدا کو ماننے کا حکم دیا ہے۔ جب دیکھا کہ ساری دنیا بت پرستی پر چلے کر رہی ہے۔ تو کہنے لگا کہ بت پرستی مت کرو۔ بیجو اس نے کیا بہت مناسب کیا۔ سوامی صاحب کو چاہئے تھا کہ اول اپنے گھر کی خبر لیتے۔ مگر اس نے اپنی قوم کی اصلاح کی بجائے دوسرے مذاہب پر کتہ چینی کرنی شروع کر دی۔ تاکہ اس کے مشن کا فورس (طاقت) ڈھل ہو جائے۔ اس نے مسلمانوں کے متعلق کہا۔ کہ وہ بت پرست ہیں۔ قبروں پر جاتے ہیں۔ کعبہ میں پتھر رکھتے ہیں۔ عیسائیوں کو کہا۔ کہ تمہارا نبی غیر باب کے کس طرح پیدا ہوا۔ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ وغیرہ۔

خیر۔ سوامی اپنا مشن پورا کر کے چلتا بنا۔ مگر آج پیر نہیں اڑتے ہیں۔ مگر پیروں کو مرید اڑتے ہیں۔ والا معاملہ ہے یا اونٹ چلے دس تو بچھیرا چلے بیس والا معاملہ ہے۔ اس کے چیلے اس سے چار قدم آگے چلنے لگے۔ کوئی کہنے لگا کہ سنسکرت ساری زبانوں کی ماں ہے۔ کوئی کہنے لگا کہ وید ساری دنیا کے علم اور سہن کا بھنڈار ہیں۔ کئی کہنے لگے۔ کہ ہم چکرورتی راجہ ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو کہنے لگے۔ کہ مسلمانوں نے تم پر ظلم کیا تھا۔ تمہاری عورتوں کی بے حرمتی کی۔ تم کو زبردستی سے دھرم سے ادھری کیا۔ تمہارا نام چور۔ ڈاکو۔ رکھا وغیرہ وغیرہ۔

آج کل دیکھو۔ کہ ہزارا کتنا بھی مسلمانوں کے خلاف لکھی جا رہی ہیں۔ جن کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہندوؤں کا

بچہ مسلمانوں کو قدیمی دشمن سمجھنے لگا ہے۔ صاحبان انصاف سے غور کریں۔ کہ دیانند نے ہندوستان کی کونسی خدمت انجام دی۔ پیر شتی مٹی بینی مصلح یا مفسد۔ اس نے اقوام مذہب کو باہمی متفرق کر دیا۔ اُس نے سب مذاہب کے پیشواؤں جیسا کہ جن دھرم کے بانی مہاتما و بدھ دھرم کے گوتم بدھ و ستائن دھرم کے سہی کرشن مہاراج و سکھ دھرم کے گورو نانک صاحب و میسائی مذہب کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں مہاتما اسلام کے پیشا پیغمبر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسد اور تعصب سے خوب پٹ بھر کر گالیاں دی ہیں۔ مزید برآں دیکھو تنہا رفقہ پر کاش اردو ترجمہ منڈیت راجپال باب ۴، صفحہ ۷۷، پر اور باب ۱۱ ص ۵۲۹ پر۔ ہمارا قلم مزید حوالہ دینے اور سوامی دنیا کی گالیاں لکھنے کی طاقت برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ ہم آریہ سماجیوں کو پُر زور کہتے ہیں۔ کہ کیا غریب کے پیشوا کو اور اُس کے خدا کو گالیاں لکنا اور بُرا کہنا اس مہرشی کے لئے زیبا تھا؟ اگر ان گالی والے الفاظ کی بجائے سوامی ایسا لکھتا۔ کہ آریہ دھرم کے سامنے فلاں فلاں مذہب سچا نہیں ہے۔ اور آریہ دھرم میں خوبیاں بہت ہیں۔ تو کیا سوامی دیانند کی عزت اپنے چیلوں میں کم ہو جاتی؟ اسلام کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں نے اپنے مخالفوں کو سوامی دیانند کی طرح ہرگز کبھی بُرا نہیں کہا۔ گالی گلوچ دینا شرفاء کا مشیوہ نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کا پیغمبر تاقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین کو ہرگز گالی گلوچ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے مخالفین کو اس طرح کہتے تھے۔ تم کافر ذاتک، مشرک خدا کے ساتھ اس کی ذات یا صفات میں دوسرے کو ملانے والے، ناری (آگ میں جلنے والا) ہو۔ تم چڑا کوڑ ماننے کی وجہ سے عذاب نازل ہوگا۔ دکھا میگا کوئی آریہ مہاجی قرآن مجید اور احادیث شریف میں کہ اسلام کے پیغمبر نے دیگر مذاہب کے بانیوں کو بیوا (بجوری)۔ بھڑوا۔ بازاری (دی)۔ ناٹا (یہ فاحش الفاظ سے پکارا ہو)۔ تو ہم اُس کو پچاس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ کفار اور مشرک تو خواہ خواہ رسول مقبول کو گالیاں دیتے تھے۔ اور ان کو سارے مجنوں کہتے تھے۔ جو ہم لکھنا مناسب نہیں جانتے۔ ایسی حالت میں بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرتے تھے اور رحمت کا کھم تھے۔ اور اُن دشمنوں کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے تھے اور ان کے حق میں ہدایت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی درگاہ سے دعائیں مانگتے تھے۔ یہی خدا کے سچے پیغمبروں کی عمدہ نشانیاں ہیں۔ اسلام ہم کو تہذیب (سجیتا) سکھاتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تبارک و تعالیٰ کفاروں اور مشرکوں کے ساتھ گفتگو کرنے اور بحث مباحثہ کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الخیرۃ۔ یعنی، اے محمد۔ تو آدمیوں کو اپنے

بیب کی طرف پکار۔ دانا ئی اور عمدہ نصیحت کے ساتھ۔ (پارہ ۱۳ - سورۃ الغل) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کفاروں اور مشرکوں کے تئیں کو بھی گالیاں مت دو۔ مبادا وہ پہلے سے خدا کو گالیاں نہ دیں۔۔۔
 سبحان اللہ۔ کیا اسلام کی پاک تعلیم ہے ہم بھی اس کی پیروی کر کے سوامی دیانند کو سنی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ سوامی دیانند تیار رکھ پرکاش کے اصغر ۱۸۷ پر قرآن مجید کے متعلق محقق کی رائے بلکہ مختصر ہے کہ قرآن شریف کے تعلق اگر غلط فہمی کی وجہ سے لکھا گیا ہو تو درست کر چھوڑیں۔ ٹھیک سوامی جی۔ ٹھیک۔ قرآن شریف کے اعتراضات کے جواب اور اصلاح تم کو کتاب حق پرکاش اردو اور حق پرکاش سندھی اور سالہ ۱۹ جواب تحریر سندھی وغیرہ وغیرہ میں ملے گی ہیں۔
 ہم آئندہ بتائیں گے کہ ہم مسلمان کیوں ہوئے۔ اور اسلام میں کیا کیا خوبیاں دیکھیں۔ جنہوں نے نکش سے ہم کو اپنے پاس کھینچ لیا۔

صداقت میرزا

(از مولوی محمد فاروق صاحب - بارکھان)

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے لئے بڑے بڑے دعویٰ کئے۔ مجدد بنے۔ محدث بنے۔ ولی۔ آدم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ ابراہیم۔ محمد۔ احمد۔ بیت اللہ۔ جھراسود وغیرہ ہونے کے خیالی پلاؤ پکڑے۔ مگر ایمان تو ایمان آپ کو ادنیٰ درجہ کی تہذیب بھی نصیب نہ ہوئی۔ اپنی گستاخانہ طبیعت کی وجہ سے آپ کو تہذیب کا تھوڑا سا پٹے مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید کے لئے اور ان کے افتراء کے ابطال کے لئے اور کسی حریف کی ضرورت نہیں۔ فقط یہ کہ مرزا صاحب کی کتابوں سے ان کی تہذیب کا اندازہ لگایا جائے جب ان کی تحریروں سے ان کی شرافت کی پڑتال کی جائیگی۔ تو پھر مجبوراً مرزی نقصان کو یہی فیصلہ دینا پڑے گا۔ کہ بھلا جو شخص اخلاق عالیہ سے بے ہر اور کمزور دور ہو۔ تو وہ طاری عالیہ کا کیسے مستحق بن سکتا ہے ؟

عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بدزبانی

(۱) حاشیہ شکی تو ہے کہ میں لکھتے ہیں۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے ؟

(۲) حاشیہ یہ ہے کہ خیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور طہر ہے۔ تین واویاں اور فانیات آپ کی رزاکار کسی کو نہیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

۱۔ اعجاز احمدی صاحب میں لکھتے ہیں۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشینگوئیاں صاف طور پر چھوٹی ٹنکیں۔ اور آج کون زمین پر ہے۔ جو اس عقدہ کو حل کر سکے؟ اور نزول المسیح ص ۱۸۶ میں لکھتے ہیں۔ یہ بات بھی ظاہر ہے۔ کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔

۲۔ ذرا غور سے اس عبارت کو اور مذکورہ بالا عبارت کو ملاحظہ کرو۔ اور انصاف سے کہو۔ کہ مرزا صاحب عیسیٰ پر اسلام کے نشان غلط ہیں کس قدر گستاخ ہیں عجبے ادب محروم ماند از فضل رب؟

امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں گستاخی

امام حسین رضی اللہ عنہ کی وہ اعلیٰ ہستی ہے جس کی نسبت خود صحتہ للعالمین مسلم نے فرمایا۔ الحسین منی وانا من الحسین۔ یعنی حسین مجھ سے ہے۔ اور میں حسین سے ہوں۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

۱۔ دفع البلاء ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔ اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو۔ کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں مسیح کہتا ہوں۔ نہ آج تمہاری سے ایک ہے جو اس حین سے بڑھ کر ہے؟

۲۔ نزول المسیح ص ۱۹ میں لکھتے ہیں:-

صدحین است دو گریبا غم !!!

کربلائیست سیر ہر آنم

یعنی شہوت میں کربلا کی سیر میں ہوں۔ اور سو حسین میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں۔

۳۔ اعجاز احمدی ص ۱۸۶ میں لکھتے ہیں:-

وواللہ لیست فیمنی زیادۃ و عندی شہادت من اللہ فانظروا۔

یعنی خدا تعالیٰ کی قسم کہ حسین مجھ سے کچھ زیادہ نہیں۔ اور اس بارہ میں میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہیاں موجود ہیں۔

جناب پیر محمد علی شاہ صاحب مظاہرہ کے شان میں تراش خانی

مرزا صاحب پیر صاحب مظاہرہ کی کتاب سیف چشتیائی سے مجروح ہو کر نزول المسیح ص ۱۵۶ میں لکھتے ہیں:-

۱۔ ہم نے اس اردو کتاب کو غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بجز نکتہ چینوں کے کوئی ام بھی اس میں قابل التفات نہیں۔ اور نکتہ چینی بھی ایسی مکینہ بن اور نہالت کی۔ الخ

۲۔ نزول المسیح ص ۱۶۶ میں لکھتے ہیں۔ اور نوٹری کی طرح بھاگتا ہے۔

۳۔ مدبر بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی۔ نحوی غلطی کا یہ صرف۔ گوہ گھانا ہے۔ اے جاہل بے حیا آڈل عربی بلخ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر

نزول المسیح ص ۶ میں لکھتے ہیں۔

۱۴۱- یہ ایسی کارروائی تھی کہ اگر مہرملی کو کچھ خرم ہوتی تو اس قسم کے سرقہ کاراز کھنے سے مرعوبانا۔

۱۵۰، اعجاز احمدی ص ۷۵ میں لکھتے ہیں۔ فقلت لك الولیات یا ارض بولہ۔ لعنت بملون فانت تدعی یعنی میں نے کہا۔ اے گولہ کی زمین تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو بلا میں پڑے گی۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب فتح قادیان حق میں ہرزہ سرائی

۱۷۱، اعجاز احمدی ص ۳۹ میں لکھتے ہیں۔

فجاءہ ذنب بعد جہاد باہم ونحن ثناء اللہ منہ ونظمر

پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھڑیئے کو لائے۔ اور مراد ہماری اس سے ثناء اللہ ہے۔ اور ہم ظاہر کرتے ہیں۔

۱۷۲، اعجاز احمدی ص ۳۸ میں لکھتے ہیں۔

اری منطقاً ما ینج اکلب مثله وقف قلبہ کان اہوتے تیز خضر

ایسی باتیں کہ ایک کتا اس طرح آواز نہیں نکالے گا۔ اور اس کے دل میں ہوا و موس جوش مار رہی تھی۔

تمام علمائے حق میں بد گوئی

۱۷۳، انجام آتم ص ۷۱ میں لکھتے ہیں۔ لے بد ذات فرقہ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا۔ کہ تم یہودیہ نہ خصلت چھوڑو گے۔ لے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا نام کوٹا یا مرزا صاحب کی گستاخیاں اور بدگوئیاں مختصر طور پر اہل انصاف کے پیش نظر کرتے ہوئے ہم مرزا صاحب کا وہ ردی قول نقل کرتے ہیں جو کہ انہوں نے اپنی کتاب الرحمن کے ضمیمہ ص ۷۵ میں لکھا ہے۔

”گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں“

نیز ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ہر ایک بد سے ہو جو بد زبان ہے جس دل میں ہے خاست بیت الخلاہی ہے۔ (۱۰۰) عشرہ کلمہ نیز ضرورت الامام میں لکھتے ہیں کہ امام کیلئے اعلیٰ اخلاق کا مالک ہونا ضروری ہے۔ ہم اس مضمون کو شکل اول پر لا کر اہل انصاف کیلئے نتیجہ نکالتے ہیں۔

صفحہ	کبریا	نتیجہ
مرزا صاحب گالیاں دینے والے اور بد زبانی کرنا مولویوں میں	جو شخص گالیاں دینے اور بد زبانی کرنا لا تو وہ شریف نہیں ہے	مرزا صاحب شریف نہیں
خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے سفور و دشمن کی طرح ثابت ہوا۔ کہ مرزا صاحب جو گستاخیوں اور بد زبانیوں کے شرافت سے		ہے

محرم احمد اس کے طریق سے کوہی دور تھے۔ اور طرقات حیا و شرف کو کہتے ہیں۔ اور عیا، حکم الہی رشتہ من الہیہ الہیہ الہیہ کی ایک شاخ ہے۔ اور جو شخص حیا و شرف سے بے تعبیر ہو۔ ذرا انصاف سے گہرا کہو۔ سرتاب ماہ پر کس طرح پہن سکتا ہو۔

ائمہ شیعہ کا علم

(ارخان زاوہ غلام احمد خان صاحب بنگلہ)

نوٹ :- پچھلے نمبر میں جوچی ملاقات کے عنوان سے حوالہ قلم کی گئی ہے۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۳۰ کے حوالہ سے ناظرین شش اسلام کو امام جعفر کی طرف غیب ایک حدیث سے روشناس کر چکا ہوں کہ امام نے اپنے ایک صحابی امش نام کو فرمایا تھا کہ اے امش حسین بن علی جب شہید ہوئے تو فرشتے آسمان سے اتر کر اس کو اپنی آسمان پر لے جا کر اپنے والد ماجد مولیٰ علی کے قبوت کے پاس ان کو رکھ دیں گے جس کو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست پر اپنے نوز سے پیدا کر کے زیارت گاہ ملائکہ اعلیٰ بنا دیا ہے۔ اور اے امش! اس حدیث از علمہاؤ مخزون مکنون است۔ روایت کن! اگر کہے کہ اہل اس دانی، یعنی امام بزرگ رافضیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا، اے امش یہ ہمارے خفیہ خزانوں کے اسرار الہی میں سے ایک راز ہے۔ خبردار اس کو کسی غیر کے سامنے ظاہر نہ کرنا۔ ناظرین باتمکن اس حدیث کو پردہ خفا میں رکھنے سے دعا بالکل واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے فدائی ایسے گستاخ نہیں ہیں کہ ہمارے کسی قول یا فعل پر سوائی آئنا و صدقنا کے کسی قسم کا سوال یا اعتراض کر سکیں۔ یہ تم اس آرائیاں تو صرف اہلسنت کا طریقہ منسوب ہے۔ اور وہ نہ صرف ہم کو مورد ظن و استہزا بنائیں گے، بلکہ ہزاروں شیعہ فدائیوں کو بھی ہم سے بدظن کر کے برگشتہ بنانے میں مصروف ہوں گے۔ اس لئے ایسے ویسے قوت و اہمہ سے پیدا کردہ مسائل پرستہ مکنون کا نام رکھ کر شیعہ دنیا کو بہکانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن زمانہ حال کے شیعوں نے طباعت کے ذریعہ ہم کو علوم ائمہ شیعہ سے بہرہ اندوز فرمایا۔ اب آپ کو اسی مضمون زیر بحث میں ایسے مسائل نظر سے گزریں گے۔ کہ جن کے سننے سے آپ پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا کہ رافضیہ کے خود ساختہ امام و حقیقت (ایٹل بند بانگ در باطن ہیج) کا قول ہے کتاب الحجۃ میں کہ ہم ہیں را، درخت نبوت کے۔ اور شجر رحمت کے۔ اور کنجیاں حکمت کی۔ اور حیل علم کے اور جگہ خدا کی رسالت کے۔ اور جگہ نزول لایک کے۔ اور مقام راز ہائے خداوندی کے۔ اور بندوں میں امانت میں خدا کی۔ اور عزت والے خدائے بزرگ کے۔ ذمہ دار اور امان میں خدا کے۔ اقرار اور عہد میں خدا کے۔ ہمارے ساتھ وفا واری کرنا خدا کے ساتھ وفا ہے۔ اور ہماری جرنلانی خدا کی جرنلانی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ ہے کہ (فاصلوا اهل الذکر ان کنتم کلا تعالمون) قال ابو جعفر سخی المشوون۔ یعنی بموجب حکم قرآن ذکر رسول اللہ ہے۔ اور اہل ذکر ائمہ ہیں۔ یعنی شیعوں کے امام۔ پس اگر کسی کو دین و مہرب کے متعلق کچھ پوچھنا ہو۔ تو ہم سے پوچھنا کرے۔ یہ ہیں باپ بیٹے کی

طرف منسوب دعا و می جو بمنزلہ ایک قطرہ از دریا ہے۔ آئیے۔ ذرا گوشِ ہوش سے کچھ ان کے متعلق سن کر عبرت حاصل کر لیجئے۔

عن ابیہ قال سألت الوضاعت لہ جعلت فداک فاسئلواہل الذکوان کنتم لا تعلمون فقال عن اہل الذکوان نحن المسئولون قلت فانہی السائلون قال انعم قلت حقاً علینا ان نأکلم قال نعم قلت حقاً علیکم ان تجیبونا قال لا..... وشا لکھتا ہے کہ ہم نے رضا سے پوچھا ملاس سے مراد شیعوں کا امام ہے کہ فدا ہو جائوں آپ پر۔ ہمیں جو قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں ضرورت پڑے۔ تو اہل ذکر سے پوچھا کرو۔ یہ اہل ذکر کون ہیں۔ فرمایا ہم ہیں پھر ہم نے کہا تو پھر ہم سائل ٹھہرے۔ کہا ہاں۔ ہم نے دوبارہ عرض کیا۔ کہ پھر تو جو پر حق ہے کہ آپ سے پوچھا کریں۔ کہا ہاں اور جب ہم نے تیسری دفعہ دریافت کیا۔ کہ حضور ہمارے سوالوں کا آپ پر بھی کوئی جواب دینا لازمی ہے۔ فرمایا نہیں۔ براہِ درانی اسلام! دیکھا آپ نے کہ درخت نبوت بیتِ حُسن و جلالِ جبروت نے کیا کورا جواب دیا۔ اب سائل کس کے پاس جا کر اپنی تسلی حاصل کریں۔ دعویٰ کس قدر بلند۔ اور جواب کیا پست۔ لیکن امامِ رافضیہ نے فوراً ہمارا لہجہ چالاک اور بیسیاک کچھ ایسے سوال پیش کرنے والے ہیں کہ جس کے ہاں اور نہیں دونوں سے ہمارے مذہبی پروگرام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ ایک نہیں ہزارا تکالیف اور شرمندگی سے بچنے کا نسخہ ہے۔ کون ہمارے پردہ دل کو چیر کر غفایدِ مخفی کو مستہر کر سکتا ہے۔ دراصل وشا کا منشا اور نگی کو مٹانا تھا۔ اور اس سوال پتلے ہوئے تھے۔ کہ شیعوں کا حضرت علی کی طرف منسوب کردہ قول جو کافی کتاب الحجۃ ص ۳۲ میں مذکور ہے (فی قول اللہ عزوجل۔ فبائی الآء ربکما تکذبا۔ ابالنتی ام بالوحی نزلت فی الوحی) حالانکہ۔ ابالنتی ام بالوحی نزلت فی الوحی انکار کا کفر ہے۔ اس قرآن میں موجود نہیں ہے۔ اگر جواب انکار کر کے نفی میں دیتے تو مذہبِ شیخ کو بیخ و بن سے اکھڑنے کا اندیشہ تھا۔ اور اگر اقبال کر کے اثبات میں دیتے تو پھر اس پر مزید کا حکم لگا کر زندگی و مالِ جان بن جاتی۔ اب دوسرا واقعہ سن لیجئے حیاتِ القلوب جلد سوم ص ۵۲۔ ازراہ از حضرت امام باقر سوال کرو۔ ازہل ذکر فرمود کہ ما یم ازراہ گفت از شما باید سوال کنند۔ فرمود بے۔ ازراہ گفت ما یم سوال کنند کان۔ فرمود بے گفت پس برادر جب است کہ از شما سوال کنیم۔ فرمود بے۔ گفت پس برادر جب است جواب ما یمو عبید۔ فرمود واخیرا مست۔ اگر بخوایم جواب میگوئیم۔ و اگر نہ خواہیم نہ تو یم۔ یعنی ازراہ نام صحابی امام نے امام باقر صاحب سے سوال کیا کہ اہل ذکر کون ہیں۔ جواب دیا کہ ہم ہیں۔ ازراہ بولا۔ تو پھر سوال آپ سے ہونا چاہئے۔ کہا ہاں۔ ازراہ نے کہا کہ ہم سائل ہوئے۔ اور آپ مسئول۔ فرمایا۔ ہاں۔ ازراہ بولا کہ پھر تو ہم پر واجب ہے آپ سے

سوال کرنا۔ کہا ہاں۔ ارزاہ نے کہا کہ ابھی صورت میں آپ پر بھی جواب دینا واجب ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ تم اختیار ہے اگر چاہیں جواب میں۔ اور اگر نہ چاہیں نہ دیں نہ دیکھا۔ کہ شیعوں نے امام کی طرف کیسا قول منسوب کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ امام نے لطائف اچھیں سے ارزاہ کو چکھنے کے کڑا ل دیا۔ کہ ایک متلاشی حق اپنے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے امام زمانہ کے پاس ایک دینی مسئلہ پوچھنے آتا ہے۔ تو امام صاحب جو واسطے اصلاح ثقلین مامورین ہیں۔ اپنی بارگاہ سے بیک بنی و دو گوش نکال کر حکم دیتا ہے۔ کہ جاؤ تم کوئی جواب نہیں دینا چاہئے۔ کیا مامورین اللہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اور پھر ماموریت ہوئی کس کام کی۔ دراصل (قیاس کن پاکستان میں بہار مرا) موجودہ زمانہ کے عجیبہ کو دیکھ کر نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جبکہ کسی سالانہ جلسہ پر ہر ایک ساتھ اس قدر خطبہ القاب طوار اشتہاروں کے ذریعہ دیکھنے میں آتا ہے مثلاً جناب زبدۃ العارفین، قدوة السالکین، عمدة المتکلمین، فخر المتابین۔ سلطان الوہابین، شمس المہتابین، سیف المناظرین، عالم علوم ربانی، کاشف اسرار خفانی، وحید عصر، غریب و ہر۔ صدر لافاضل، ملا فاضل، دبیر کمال، مولانا، قبلہ سرکار، علامہ، وغیرہ وغیرہ جس پر خدا شام ہے کہ با متشائے بعض جدید علمائے اسلام کے اکثر ہم جاتے ہیں جب انکی مجالس میں چپ چاپ بیٹھ کر غور سے سنا جاتا ہے۔ تو بس وہی نمونہ بدینہ ہی ہوتے ہیں :

اطاعت

ہر ایک علمی مجاہد شمس الاسلام میں ایک منظر اور لاجواب کتاب کشف التلبیس کا حصہ اول بالافاضل شائع ہو چکا ہے جس نے شیعی دنیا میں ایک نکل فالدی ہے۔ اس بل نکل کتاب کے دوسرے حصہ کی بھی کتابت نہیں ہوئی البتہ تیسرے حصہ کی کتابت ہو چکی ہو۔ اسلئے اس ماہ کے رسالے سے یہی حصہ بالافاضل شائع کیا جا رہا ہے۔ ایک کاپی کشف التلبیس حصہ سوم کی اس ماہ کے رسالہ نمبر دسمبر کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ اب قدر وافی ناظرین کرام کے ہاتھ ہے میں اسلئے کہ ناظرین بہاری مالی مشکلات پر نظر رکھتے ہوئے اس حقیر خدمت کو شرف قبولیت بخشیں گے : وما توفیقی الا باللہ :

وہ حضرات جن کا سالانہ چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہوا ہے۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنا چندہ آئندہ سال کیسے بذریعہ پی آر ڈر ارسال کریں۔ یا اگر خدا نخواستہ اسکی آئندہ خریداری سے کوئی امر مانع ہو۔ تو کوئی فقر و فاقہ میں در نہ در صورت ناموشی آئندہ ماہ کا پرچہ دی۔ پی آر سال ہو گا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ شمس الاسلام کی زندگی نہیں فدا یں اسلام پر خیر ہے چنانچہ بینہ میل لای و درود اور خدات کی تڑپ رکھتے ہیں۔ ورنہ شمس الاسلام کے پاس موجودہ زمانہ کا کوئی تجارتی ذریعہ نہیں۔ وہ صرف نا ئید الہی اور نصرت نبی کے مجھوسہ تہمت زدہ ہے۔ نیز اس نے اپنی لیساط کے موقوف اس پر مشتبہ زمانہ میں عوامی تبلیغی اور اصلاحی خدات سر انجام دی ہیں ان سوا ناظرین کو جی آگاہ ہیں ایسے سرسالم اور شیعہ علمی مجاہد کہ خریداری سے بے اعتنائی بتوایا ہو۔ بی کی لوسی سے نقصان نچا اسلام کی شان بھیجے۔

فیاض مند : غلام حسین منیج

لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ مُوَلِّوْنَ لِمُوهُنَّ
 از تصنیف نابہر معقول و منقول حاوی فروع و اصول محیی السنۃ
 قانع البدعہ حاج احمد مری لانا السیّد لایت حسین صاحب کتب دینیہ
 (صوبہ بہار) مذت ظلال مکارمہ فیوضہ بحیرۃ السیدین

کشف التلبیس

المعروفۃ

السادی

(جلد ثالث)

حسب ارشاد

حضرت مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گنجی امیر حزب الانصار

و مدیر شمس الاسلام بمبئی پنجاب

کارکنان حزب الانصار نے جریدہ شمس الاسلام کے ساتھ

طبع کرایا

کتابت و تصنیف حضرت مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گنجی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 گشت چون تالیف در درواض این کتاب
 دشمن اصحاب نبوی گشت از وی لا جواب
 شکر حق آمد بدهی للثقیف لا ریب فیہ
 گمراہان گویند او را گر خطا و نا صواب
 گر کہے بیند روا ز اہل بغی و اعتاف
 نے عجب خیرہ شود نظرش ز تاب آفتاب
 چون شود آگاہ ز کبد این سکار و سیاہ
 نے عجب از ہر دو چشم او بریزد خون تاب
 منکشف شد بر ہم چون کید ہائے اہل زبغ
 گشت بریان زو قلوب شان بسے بھوکباب
 کبد ہائے شان شدہ ظاہر ہو بر اہل جہان
 در درون خوردند مثل مار از بس بیچ و تاب
 مشتہر کردند شیعیان کرچہ ظلمت را بنور
 لیک تشنہ را کند سیرا یکے آب سراب
 اہل ظلمت، کرچہ پسندارند اورا نور خویش
 لیک در حیرانیان افتند ز در و ز حساب
 مے نماید نور و نظر تعصب لیک حیف
 در شب دیو کار آید کجا این گرم تاب
 حیف بر حال زبون این شیعہ گندہ دین
 مے کند از لہن ترا نیہائے خود دین را خراب
 اہل باطل گرچہ حق دانند باطل را اولے
 نزد عاقل مشتہر گردد کجا آب و سراب
 چون مصف گشت بیندش تار و پود طبع
 غلط بر آمد ز قرآن سال طبع این کتاب

۴۹۱۰

۱۵ اشارہ است آیت کریمہ لَیَغِیْظَنَّ لَهُمُ الْکُفَّارُ ۱۲ منہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ كُلِّ
ذِكْرُكَ الدَّارُوْنَ وَغُفْرَانَكَ ذِكْرُكَ الْعَافُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مولا سیف اللہ۔ میان محی الدین اکبر و ابانفلیت خلفا را بعد از نبوی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نسبت تمہاری کیا کرے ہے۔ کیا ہمارے تحقیقات سابقہ سے یہ بخوبی ثابت نہیں ہو گیا
کہ صاحب ظلمت کفر کے تمامی بیانات محض دھوکے کی ٹیڑھی ہیں جن کو راستی و صداقت
امتیاز حق و دیانت سے کوئی تعلق نہیں۔

محی الدین۔ حضرت ابیشاک مذہب اہل سنت حق ہے۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عند بلاشبہ افضل ترین صحابہ و راق باخلافت تھے۔ ہم اپنی نادانی و ہوس شیطانی و
افسوس ایسے لوگوں کے دام میں آ گئے اور ان کی نظریہ پر ترویج پر ترویج ہو گئے جن کا
ابطال حق کے سوا کوئی کام ہی نہیں۔ اور نہ تو بین اہل بیت نبوی و اصحاب مصطفوی کے
علاؤ کوئی مطلب۔ وہ محض اپنی بھونچ کر انہوں اور فضول ان ترانیوں سے جن کی واقف
منصف کے نزدیک حق کے برابر بھی کوئی وقعت نہیں۔ نادانوں اور ضعیف الایمانوں کو
حق سے منحرف کر دیتے ہیں۔ بے شک عاقل کو عارف رومی قدس سرہ کا یہ ارشاد
سچا پس ہر دستے نابردا دوست، ہمیشہ مد نظر رکھنا اور ہر یکسے کی چٹری بات بنانے
والوں کے احوال مرخرو پر گردیدہ ہونا چاہئے۔ فی الحقیقت تحقیق مذہب اہل علم و دیانت
کا کام ہے۔ نہ ہمارے مرثیہ الصلاۃ علی رضا۔ ایسے جاہلوں کا منصب۔ نعوذ باللہ۔
اب میں اپنے مذہب حق کی طرف رجوع کرتا۔ اور اپنی گمراہی و منکرات عارف سے
مناہت ہونا ہوں۔

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ
وَ اَتُوْبُكَ اِيْلَيْكَ رَبِّ اَنْتَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ وَ تُوْبُ عَلَيْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَرَابُ الرَّحِيْمُ

گرچہ بطلان مذہب امامی میں اب کوئی تردد باقی نہیں رہا۔ مگر ہر ایمان کیلئے

صاحبِ فطرت کفر کے چند مغتریات کا شافی جواب چاہتے ہوں۔ براہِ کرم تسکینِ دلِ حزمین فرمائیں۔

نمبر ۱

حسب تحریر آپ کے جب خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم میں کامل محبت تھی اور وہ لوگ بکے دیندار و عاشقِ زار سیدِ ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پھر کیا وجہ کہ انتقالِ انبوی کے ساتھ ہی آپ کی نعتِ جگر نورِ نظر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہ حسنِ سلوک کیا کہ ان کا گھر تک جلا دیا۔

نمبر ۲

جب جناب فاروقِ عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی محبت تھی کہ آپ کی خبر وفات سنکر بالکل ہوش جاتا رہا تھا۔ تلوار لئے پھر رہے تھے کہ جو شخص وفاتِ شریف کا نام لے گا۔ اُس کی گردن ماروں گا۔ پھر کیوں شہوڑی دیر میں خلافت کیلئے سقیفہ بنی ساعدہ کو دوڑے اور خلیفہ اول کی بیعت سب سے پہلے آپ ہی نے کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و تکفین میں شریک نہ ہوئے جتنی کہ پیغمبر و تکفین میں حضرت علیؓ و عباسؓ کے سوا اور کوئی شامل نہ ہوا۔

نمبر ۳

متنعہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جائز کیا اور خلافتِ صدیقی میں اس پر عمل درآمد رہا۔ پھر حضرت عمر کون حرام کرنے والے تھے جیسا کہ خود اُنکے کلام سے ثابت ہے۔

نمبر ۴

تقیۃ شیعہ جو کہا کرتے ہیں اسکی کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں اور جناب مرتضوی سے تقیۃ کرنا ثابت ہے یا نہیں۔

نمبر ۵

اعمالِ محرم جائز ہیں یا نہیں۔ جائز و ناجائز کی تشریح فرمائیے مولانا سیف اللہ۔ بہتر یہ مرحلہ بھی طے کر لیجئے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وهو الموفق للحق والصواب

گرچہ صاحب ظلمت کفر نے اس واقعہ کے متعلق بہت کتابوں کا حوالہ دے رکھا ہے مگر ہمارے جوابات سابقہ سے اسکی راست بازی بخوبی واضح ہو چکی ہے۔ بالآخر ایک انگریز مؤرخ کا قول نقل کرتا ہوں۔ صاحب سیرۃ الفاروق صفحہ ۴۷ میں اٹلس اوف خلافت حاشیہ صفحہ ۶ سے سرولیم میور کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-
 سرولیم میور اس روایت کو محض بے بنیاد خیال کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے بیعت نہ کرنے پر ان کے مکان کو آگ لگا دینے کی دھمکی دی ہو۔
 پس جب ایک انگریز مؤرخ نفس دہمکی دینے کو بے اصل بتاتا ہے تو آگ لگا دینے کا الزام کس قدر سیوہ ہوگا۔ چنانچہ آخر کار شیعہ کو بھی وقوع احراق سے انکار ہی کرنا پڑا ہے۔ صاحب عماد الاسلام فرماتے ہیں:- ان مقتضی تنک الروایات ہوان عمر تبعہ قصد احراق بیت فاطمہ وانی بالخط وجمعہ علی بابہ لانه وقع منه الاحراق فلعل کان غرضہ مجرد التخلیف (منتهی الکلام) اور مزید تفصیل منتهی الکلام ہدایات الرشید میں ملاحظہ فرمائیے۔

اور صاحب ظلمت کفر نے جو اس قصہ کے بعد یہ لکھا ہے کہ حضرت سیدہ خود دروازہ پر شریفین لائیں اور فرمایا مجھے کیوں ستاتے ہو میں صرف چند دن کی ہمان ہوں۔ اسپر لوگوں نے دروازہ کو دھکا جو دیا۔ تو بقولے حضرت سیدہ پر گرا اور حضرت مجروح ہوئیں آخر جناب خود نکل آئے۔ سو اس جگہ حضرت اپنے اسلاف سے کسی قدر شرم و جیا میں بڑھ گئے۔ ورنہ آپ کے باجیا بزرگوں نے تو اندھیر کر دیا ہے۔ ان کی روایتوں میں ہے کہ کوڑے گرنے سے دشمنان حضرت سیدہ کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور اس صدمہ سے حضرت محسن سہ ماہہ کا اسقاط ہو گیا۔ معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ۔

اور حضرت علیؓ کی نسبت جو یہ لکھا کہ آپ خود ہی باہر نکل آئے یہ بھی جناب مرتضویؒ پر بڑا احسان کیا ہے ورنہ مجلسی وغیرہ کی روایت ہم پہلے نقل کر آئے ہیں کہ دشمنان مرتضویؒ کے گلے میں رسی ڈال کر حضرت خالد وغیرہ کھینچتے کھینچتے ہوئے خدمت صدیقی میں لے گئے اور بیعت کرا چھوڑی۔ حمزہ حیدری کے دو شعر یہ ہیں:-

بہشت عمر بودیک رسیان ۛ دگر در کف خالد پہلوان ۛ
 فلند در گردن شیر نز ۛ کشیدند اورا بر بوجہ ۛ

(۱۲) ایک مختصر جواب حسب روایات مسلمہ اکابر شیعہ یہ ہے کہ حضرت شیخین و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تنجیز و تکفین میں شریک نہ ہونا خود بارشاد جناب سالک تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مجلسی حق الیقین میں لکھتے ہیں:-

سلمان گفت من فرستم بخدمت امیر علیہ السلام و او مشغول غسل دادن حضرت رسول بود زیرا کہ آنحضرت وصیت کرده بود کہ کسی غیر او نہ تکب غسل او نشود پس گفت یا رسول اللہ کہ اعانت می کند مرا بر غسل تو گفت جبرئیل پس ہر عضو یکہ حضرت میخواست کہ بشوید جبرئیل میگردد انیدان عضو را۔ و او ظاہر میکرد و چوں از غسل و کفن و منوط فارغ شد مرا طلبید با بود و مقداد و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام مادر عقب او صفت بستیم و براو نماز کردیم و عائشہ در آن حجرہ بود جبرئیل چشم او را گرفت کہ آن نماز را ندید پس رخصت داد صحابہ را کہ وہ نفس داخل می شدند و بر در حضرت می ایستادند و علی علیہ السلام آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاٰیٰتِہٖ را تا آخر می خواند و ایشان صلوات می فرستادند و می رفتند تا آنکہ ہمہ ماجرین و انصار داخل شدند و صلوات می فرستاد و می رفتند و نماز حقیقی ہاں نماز بود کہ اول کرده شد و اگر ایشان را خبر جہنم شد طبع میکردند کہ امامت نماز را ابو بکر کند پس سلمان گفت کہ من خبر دادم امیر المومنین را با آنچہ آن منافقان کردند در وقتیکہ مشغول غسل بود و گفتم الحال ابو بکر بمنبر نشسته است و مردم راضی نمی شوند کہ بیک دست با او بیعت کنند و باہر دو دست با او بیعت می کنند حضرت فرمود یا سلمان راستی کہ اول کسیکہ با او بیعت کرد در وقتیکہ بر منبر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالا رفت کہ بود گفتم نہ لیکن در ثقیفہ اول کسی کہ با او بیعت کرد بشیر بن سعد بود۔ پس ابو عبیدہ پس عمر پس سالم مونی ابی حذیفہ پس معاذ بن جبل آن۔

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوتیں (۱) حضرت شیخین و سیدنا ذی النورین

حضرت سیدہ کا غیر مردوں کی صف میں کھڑا ہونا بھی عجب العجائب ہے ۲ منہ

و دیگر حضرات کا شریک غسل و تکفین نہ ہونا وصیت نبوی کے مطابق اور ارشاد
خداوندی مَا اَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا کے موافق تھا جو انکی

کمال دینداری و عین اتباع شریعت پر دل ہے

چشم بد اندیش کہ برکنده باد

حبیب نماید ہنرش در نظر

(ب) حضرت عباس بھی انہی مخالفین جناب امیر و خلافت کی دہن میں تھے۔ مگر قیمت
نہ لڑی اور رسول اللہ کی آخری خدمت غسل و تکفین سے بھی محروم رہے۔ پس صاحب
ظلمت کفر کا حضرت عباس کی شرکت بیان کرنا محض غلط ثابت ہوا۔ یا براہ کبیر
ابن سبا کی حضرت عباس پر بھی اعتراض کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے بھی ارشاد
نبوی کو ملحوظ نہ رکھا۔ اور تجہیز و تکفین میں زبردستی حضرت علی کی حق تلفی کرنے اور
اور مساوات جملہ کے کو شریک ہو گئے۔ اگر حضرت عباس تجہیز و تکفین میں
شریک تھے تو پھر غازیوں کیوں شریک نہیں کئے گئے۔ یا جس طرح حضرت
صدیقہ کی آنکھ جبریل نے بند کر دی تھی حضرت عباس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا گیا
افسوس غسل کے وقت جبریل کو آنکھ بند کرنے کی نہ سوچی حالانکہ اغیار سے اُسی
وقت پردہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ج) تمام مہاجرین و انصار نے جن میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں نماز جنازہ
پڑھی اور جناب امیر عظیم و تقیین فرماتے رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ
مرتد و منافق نہ تھے۔ ورنہ امیر المؤمنین کو آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا کے برخلاف منافقوں سے صلوٰۃ و سلام پڑھوانے کی کیا ضرورت
تھی۔ اگر براہ تقیہ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے حالانکہ تقیہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ
صحابہ نے آپ کو کسی طرح مجبور نہیں کیا تھا بلکہ برابر امیر و ار اجازت رہے، تو
جناب امیر نے صحابہ کو اپنی اصلی نماز میں شریک ہونے کی کیوں اجازت نہیں
دی۔

اس سے بھدا اللہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ تمامی صحابہ شیعوں کی اصلی نماز جنازہ پڑھنے
کے لئے بھی موجود تھے۔ مگر جبریل امین و امیر المؤمنین دونوں حضرات استناد و شاکر

۱۷ شیخ جبریل امین کو جناب امیر المؤمنین کا شاگرد کہتے ہیں۔ اور یہ کیوں۔ تاکہ باقی بر صفحہ پہنچے

جب آنکہ کریمہ آرا پیت الٰہی بیٹھنے لگا اذّا صلیٰ کو بالائے طاق رکھیں اور ایک کسی نے آنکھ بند کر لیں تو دوسرے کسی کو اندر آنے نہ دیں۔ تو اس آفراتفری میں ان غریب حاضرین کا کیا قصور ہے کیا خوب ع انہیں الزام دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ (۷) صحابہ رضی اللہ عنہم کو جناب امیر سے مخالفت نہ تھی۔ ورنہ اُن کو اجازت مرتضوی کا انتظار کرنے کی کیا حاجت تھی جس کی وجہ سے وہ بقول روافض حقیقی نماز سے محروم رہ گئے۔ گرچہ اس کا مواخذہ دونوں استاد شاگرد ہی کے سر رہے گا۔

(۸) سقیفہ بنی ساعدہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت عمر نہ تھے۔ کہ احتمال کم و فرب ہوتا کما زعم الروافض۔ بلکہ آپ نے دو شخصوں کے بعد بیعت کی تھی۔ (۹) حق البیقین کی اس عبارت سے و اگر ایشاں را خبر می شد طبع میکردند کہ امامت نماز را ابو بکر کند گرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کا نماز پڑھ لینا صحابہ کو معلوم نہیں ہوا۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھنے کی کوئی فکر نہیں تھی اس لئے شریک نہ ہوئے نہیں۔ بلکہ وہ تو اسی غرض سے در اقدس پر حاضر تھے۔ مگر اجازت مرتضوی کے انتظار میں وہ غریب باہر بیٹھے کے بیٹھے رہے۔ اور جناب امیر نے خود امام بننے کے شوق میں نماز کے لئے انہیں بلایا تک نہیں۔ اور آپ ہی چپکے چپکے نماز پڑھ لی۔

مگر افسوس جبریل کی اس حاسدانہ کارروائی نے اُن کو بھی حضرت صدیق کے ساتھ شرکت نماز جنازہ سے محروم رکھا۔ کاش جبریل حضرت صدیق کی آنکھیں بند کرنے کے درپے نہ ہوتے اور جنازہ مصطفویٰ میں شریک ہو جاتے۔ مگر حسب مغزنا روافض اہل بیت پر حسد کرنے کے باعث جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے نکال دیئے گئے۔ تو حسد اہل بیت کی وجہ سے اگر حضرت جبریل شرکت جنازہ مصطفویٰ و امتدادے مرتضوی کے شرف سے محروم رہے۔ تو کونسا محل تعجب ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۔ خلفائے ثلاثہ سے آپ کی افضلیت ثابت ہو۔ اور افضلیت اس طرح کہ حضرت جبریل بنفس قاتی معلّم جناب رسول اکرم ہیں۔ اور جب وہی شاگرد تھے تو امیر المؤمنین کو سید الاولین والآخرین کے استاد الاسماؤ ہونے کا تحسین حاصل ہوا۔ پھر خلفاء ثلاثہ کی کیا حقیقت رہی۔ مگر ایسے ناپاک عقیدہ کی شناعة خود اظہار میں اس سے محتاج بیان نہیں۔ واللہ البہادی ۱۲ منہ غفر اللہ لہ۔

تبلیغی کتابیں

علمی جواہر شہادت چار پانچ سال کے رسائل شمس السلام کے کچھ پرچے موجود ہیں یہاں بہت جلدایاب ہو جائیں گے اور پھر کسی قیمت پر نذر نہیں گئے۔ شائقین رعایتی قیمت پر ۴۰ فی روپے کے حساب منگوا سکتے ہیں ۴

صدیق اکبرؓ کی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار کے سوانح سیرت۔ اخلاق و فضائل کا مرقع غیر مسلموں بچوں اور نادانوں میں مفت تقسیم کرنے کیلئے فی سینکڑہ پانچ روپے۔ فی نسخہ ایک آنہ۔

حقیقت شیعہ۔ مؤلفہ پیر تقی شاہ۔ مذہب شیعہ سربسہ رازوں کا انکشاف فی سینکڑہ پانچ روپے۔ فی نسخہ اس

رکعات تراویح۔ بیس رکعت تراویح کا ثبوت قرآن

حدیث آثار اجماع امت سے فی سینکڑہ ایک روپیہ علم

ہدایات القرآن عیسائیوں کے مشہور سالہ حقائق

قرآن کا مبلغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ میرزا یوں کے مخالفات

بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن

کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی

وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی سینکڑہ

سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ ۴

اجتناب الخفیہ۔ علمائے عرب و عجم و سند

و سند و پنجاب کا متفقہ فتویٰ دربارہ عدم جواز نکاح

سینہ بامر دینی یا میرزائی۔ قیمت ۵

میرزا شمس السلام بھیر (پنجاب)

ختم رسالت۔ مؤلفہ مارٹر محمد مسلم صاحب بی

لاہوری۔ اس کتاب میں نہایت عمدہ بانیہ پیرایہ میں

مرزا یوں کے تمام دلائل کی تردید کی گئی ہے۔ اور عقلی و نقلی دلائل

سے ثابت کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا قیمت ۱۲

سیف اللہ المستول۔ اس کتاب میں مولانا ابوالفضل

دہلوی نے مسئلہ خلافت پر حرکت ادرابحت کر کے خلفائے ثلاثہ

رضوان اللہ علیہم جمہور کی خلافت حقہ قرآن مجید کی

آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں فیض باری اور

تحریر داری اور بیہ مذہب شیعہ کے رسائل بھی شائع

کئے گئے ہیں علامہ اصفہانی مجتہد مذہب شیعہ کا فتویٰ دربار

عدم جواز بدعات محرم بھی شائع کیا گیا ہے قیمت ۸

تحفہ میرزا عینی جریہ شمس السلام کے سب سے

کا ڈیزین جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس

میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج

ہوئے ہیں۔ قیمت ۴

یار قمہ ضعیفہ میرزا یوں کی بابہ ہمار کتاب تعہدات

پرفہ تبصرہ۔ قیمت ۲

تخریک قادیان۔ مؤلفہ جناب سید حبیب

مالک اخبار سیاست لاہور۔ قادیانیوں کے عقائد

پر کٹ تصاویر اور رد۔ قیمت ایک روپیہ علم

حرمت تعزیر داری کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین

کے فتاویٰ۔ فی سینکڑہ دو روپے۔ علم

تبلیغی کتابیں

افتابِ صبا مؤلفہ شیر اسلام مولانا ابو الفضل دہر اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کا مل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھنٹانے مسائل شیعوں کے اصول و فروع۔ اہلسنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات و کتب شیعہ کے حوالہ سے پرزبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حیرہ کا کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ اس کے جواب کے عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں قیمت تین روپے

سورۃ میرزا مؤلفہ حاجی حکیم ڈاکٹر محمد عیسیٰ اس رسالہ میں طبی دلائل اور میرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی تھے نہ مسیح نہ مجدد تھے اور نہ ہی ولی۔ بلکہ مرضِ مانیخو لیا کے مرض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی محض مرضِ مانیخو لیا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب بارہ منہ اضافہ کے طبع ہوا ہے جس میں فاضل مؤلف نے میرزا نیوں کی بعض تحریروں کا دندان شکن جواب دیا ہے قیمت ۵۔

مباہلہ پاکٹ بک مولانا عبد الکریم صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر مباہلہ کے نام نامی سے سر لکھا پڑھا آدمی اقف ہے۔ مولانا ممدوح قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے۔ آپ نے قادیانیت سے قطع تعلق کے بعد قادیان کے سرسبزہ سازوں کا انکشاف اس جرأت سے کیا۔ کہ قادیان کے درو دیوار لڑ گئے میسز ایٹوں کے قصرِ خلافت میں ہل چل مچ گئی اپنے حال ہی میں میسز ایٹوں کی پاکٹ بک کے جواب میں مباہلہ پاکٹ بک تصنیف فرما کر مسلمانوں پر جان عظیم فرمایا ہے سائر عجیب نہایت خوشنما جلدیں پر سنہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے اس کتاب میں میراٹوں کا رد و انکشاف پر ایمین بطور جدید کیا گیا ہے۔ مولانا ممدوح قادیانی لٹریچر سے خاص واقفیت رکھتے ہیں اسلئے یہ کتاب تبلیغِ اسلام کیلئے بیحد مفید ثابت ہوگی۔ رعایتی قیمت ۸۔

تذکرہ مشائخ بنگوہ یہ پنجاب کے مشہور و معروف نامور علمی خاندان کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مسلح حیات کے ایک خواہشمند حضرت اس رسالہ کو قیمت چار آنہ طلب کئے ہیں

ملنے پتہ
تبلیغی جبریمہ اسلام بھیرہ (پنجاب)

بہارِ اسلام بھیرہ (پنجاب) سے شائع ہوا ہے